

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ نَزَلَ الْكِتَابَ الْغَايِبِ



مسک  
الحق  
کادای

لاہور  
الحق  
کادای

مرکزی جمعیت  
الحق  
کادای  
پاکستان  
کارتھال

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی

شماره: 35

جلد: 45

۱۶ تا ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ 12 تا 18 ستمبر 2014ء

# لانگ مارچ

جاوید ہاشمی کے انکشافات نے  
مارچوں کا راز فاش کر دیا

اسلام

فطرت کے عین مطابق عالمگیر مذہب

قرآن و سنت  
کی روشنی میں

● نام تمام بچے کا نام رکھنا.....؟؟

● گھٹی دینے والے کے کردار کا اثر.....؟؟

● رحم مادر میں جنین کی جنس کا پتہ چلانا.....؟؟

ہماری نسل نو  
کس طرف  
جارہی ہے...؟

الزام تراشی..... ایک مذموم خصلت



## درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

## راحت یا وبال..... عمل فیصلہ کرے گا

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾

(الحجۃ: ۱۵)

”جو نیکی کرے گا وہ بھی اپنے ذاتی بھلے کے لیے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ پھر تم کو بالآخر اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے نیکی اور برائی ہدایت اور گمراہی اسلام اور کفر ہر دو راستے رکھ دیے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ تاریخ انسانی سے ایسے لوگوں کے انجام سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ جو اپنی بد اعمالیوں اور بد کرداری کی وجہ سے مصائب و عذاب میں مبتلا کیے گئے اور انہیں اپنی بے راہ روی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اور راحت و سکون کے متلاشی کو یہ اصول بتا دیا کہ نیکی، بھلائی اور خیر خواہی کی راہ تمہیں سکون جبکہ برائی، بد خواہی اور فسق و فجور کی عادت تمہارے لیے وبال جان ہوگی۔ اور یہ اصول راحت و وبال تذکیر انسانی کے لیے قرآن میں بار بار دہرایا گیا:

﴿إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا﴾ (بنی اسرائیل: ۷)

”اگر تم اچھے کام کرو گے تو خود اپنے ہی فائدہ کے لیے اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی (نقصان) کے لیے۔“

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح فرما دیا کہ انسان کا ایمان، عمل صالح اور اطاعت والی زندگی کا نفع اور فائدہ خود انسان کو ہی ہے جبکہ اگر وہ اللہ کی نافرمانی والی زندگی گزارتا ہے اور اتباع نفس کی پیروی میں اللہ کی ناراضگی والے کام کرتا ہے تو پھر اس کا وبال اور نقصان بھی انسان ہی کو ہوگا۔

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ﴾ (الزمر: ۳۱)

”آپ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کی رہنمائی کے لیے نازل فرمادی ہے۔ اب جو شخص راہ راست پر آجائے تو اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور جو گمراہی اختیار کرے تو اس (کو جان لینا چاہیے کہ اس کی گمراہی کا) وبال بھی اسی پر ہے۔“

جبکہ اللہ رحیم کریم اس اصول کو بتلا دینے کے باوجود انسانوں کی بہت ساری بد اعمالیوں سے درگزر فرماتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر انسان کی نافرمانی اور بد اعمالی کی سزا کا سلسلہ جاری رہتا تو اب تک انسانیت ختم ہو چکی ہوتی:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ آيَاتِكُمْ وَيَعْقُبُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾

(الشوری: ۳۰)

”تمہیں جو بھی مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہی کرتوتوں کی وجہ سے ہے۔ اور (اللہ تو) بہت سارے (گناہوں سے) تو درگزر کر دیتا ہے۔“

قرآن نے راحت و سکون اور نقصان و وبال کے اصول کو واضح فرما دیا۔ آپ کس چیز کی چاہت رکھتے ہیں؟ یہ فیصلہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

## درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

## امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا

[عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ، فَتَقَلَّتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: «لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ» قُلْنَا نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا.»]

(أبو داود)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز فجر ادا کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے قراءت شروع کی اور قراءت آپ ﷺ پر بھاری ہونے لگی۔ یعنی آپ ﷺ کو قرآن پڑھتے ہوئے مشکل پیش آئے آنے لگی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: ”شاید تم اپنے امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو؟“ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ ٹھیک فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو اس لیے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔“

فاتحہ خلف الامام محدثین اور فقہاء کے درمیان اختلافی مسئلہ بنا ہوا ہے اگر تعصب کو چھوڑ کر غور و فکر کیا جائے تو حقیقت آشکارہ ہو جاتی ہے اس لیے کہ تو اتر کے ساتھ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی احادیث موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”امام ہر آیت پڑھ کر کچھ لمحے کے لیے خاموشی اختیار کرے۔“ اس وقفہ میں مقتدی سورۃ فاتحہ کی اس آیت کو پڑھے، اس طرح سورۃ فاتحہ سنی بھی جاتی ہے اور امام کے وقفہ میں پڑھی بھی جاتی ہے۔ جو ائمہ حضرات سورۃ فاتحہ ایک یا دو سانس میں پڑھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ ہر آیت پر وقف فرماتے تھے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام مکمل سورۃ فاتحہ پڑھ کر کچھ وقت کے لیے خاموش ہو جائے اس وقت مقتدی فاتحہ پڑھ لیں۔ پھر امام قرآن کی تلاوت شروع کر دے۔ بہر حال جس طرح ممکن ہو مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ لازمی پڑھنی چاہیے۔ مذکور بالا حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ”جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“ آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد مقتدیوں سے پوچھا: ”کیا تم میرے پیچھے کچھ پڑھتے ہو؟“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ پڑھتے ہیں ہم بھی وہی پڑھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو۔“ سورۃ فاتحہ نماز کا جزو اعظم ہے اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو نماز ناقص رہ جاتی۔ لہذا اپنی نمازوں کو مکمل کرنے کے لیے نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جائے۔

## پارلیمنٹ کا متفقہ فیصلہ!

عمران خان اور طاہر القادری ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ دونوں سیکولر ذہنیت کے مالک ہیں۔ ۱۳ اگست ۲۰۱۳ء کو بظاہر طاہر القادری کا نام نہاد انقلاب مارچ اور عمران خان کا نام نہاد آزادی مارچ الگ الگ اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے اور حکومت نے رستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی۔ اسلام آباد پہنچ کر بھی انہوں نے جدا جدا مقامات پر پڑاؤ ڈالے تاکہ لوگ ان کی علیحدہ علیحدہ حیثیت اور ایجنڈا باور کریں۔ درپردہ وہ ایک ہی ہیں۔ دونوں کی منزل بھی ایک ہی ہے۔ عمران خان نے یہ کہہ کر اس حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ہے کہ ”طاہر القادری میرے بھائی ہیں۔“ آپ کو معلوم ہے کہ عوامی تحریک اور تحریک انصاف کے قائدین کو کروڑوں روپے کے ایئر کنڈیشنڈ کنیٹرز میں پورے آرام کے ساتھ زندگی کی جملہ آسائش حاصل ہیں۔ دھرنے کے شرکاء میں بوڑھے، نوجوان، معمر عورتیں نوجوان لڑکیاں اور بچے دھوپ اور بارش میں کھلے آسمان تلے بیٹھے دن گن رہے ہیں۔ ان کی حالت زار کے باوجود ان کے لیڈر اپنی انا کے خول سے باہر نہیں آتے۔ شاید انہیں اس بات پر یقین نہیں کہ۔

رحم کرو تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر ان دونوں لیڈروں میں دروغ گوئی کی عادت بھی قدر مشترک ہے۔ پھر دونوں اپنی پارٹیوں کے آمر مطلق بھی ہیں۔ صرف ان کا حکم چلتا ہے۔ وہ پارٹی کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ جاوید ہاشمی اور منحرف ارکان اسمبلی کے خلاف عمران کے ایشیئن نے ان کی آمرانہ ذہنیت کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ وہ ایک طرف میاں نواز شریف پر ”بادشاہت“ کا الزام لگاتے ہیں دوسری طرف اپنی بادشاہت مستحکم کر رہے ہیں۔ وہ ایک طرف میاں نواز شریف کے چہیتوں کی فہرست گنواتے ہیں مگر طاہر القادری اور عمران خان اپنے شہزادوں کا نام لینے سے کیوں شرماتے ہیں؟

یہ امور تو اخبارات میں چھپ چکے ہیں کہ عمران خان نے مطالبہ کیا تھا انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے اس کی تحقیقات کی جائے۔ اس نے جتنی عذر داریاں داخل کیں ان میں سے نصف سے زائد کے فیصلے ہو چکے ہیں اور ایک پٹیشن میں ان کا رکن ہی سیٹ گنوا بیٹھا۔ عمران خان کے کہنے پر سپریم کورٹ کا کمیشن بنایا گیا تھا۔ عمران خان نے کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا کہ اب وقت گزر گیا ہے۔ عمران خان کے مطالبے پر الیکشن اصلاحات کے لیے پارلیمانی کمیٹی بنائی گئی۔ ان کے اجلاسوں میں تحریک انصاف کے اراکین بھی شریک ہوتے رہے مگر اب اس کا بھی بائیکاٹ کر دیا ہے۔

۳۰ اگست کی شب کو حکومت اور تحریک انصاف کی مذاکراتی کمیٹیوں کے درمیان ۶ میں سے ۵ مطالبات تسلیم کر لیے گئے۔ اب دھرنے ختم کر کے باقی معاملات کو مذاکرات میں نبٹا لینا چاہیے۔ چھٹا مطالبہ تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ پوری پارلیمنٹ وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ کھڑی ہے اور اس کا متفقہ فیصلہ ہے کہ میاں نواز شریف استعفیٰ نہ دیں۔

عمران خان یوں تو بڑے طمعرات سے کہتے ہیں کہ ہم آئین اور قانون پر عملدار آمد چاہتے ہیں مگر خود سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود شاہراہ دستور خالی نہیں کرتے۔ لاہور میں میٹروپس کے ٹریک پر قبضہ، اسلام آباد میں P.T.V کے دفتر پر حملہ، توڑ پھوڑ اور شاف پر تشدد، نثریات معطل رہیں، ریڈ زون کی خلاف ورزی، وزیر اعظم ہاؤس پر چڑھائی، پارلیمنٹ ہاؤس کا گھیراؤ اور شاہدرے کا ریلوے پھانک بند کر دیا۔ چنانچہ ریاستی املاک کی حفاظت کے لیے شریپندوں پر آنسو گیس اور لٹھی چارج کیا گیا۔ مظاہرین نے ڈنڈوں، ہتھوڑوں، کٹرز اور غلیل

مدیر اعلیٰ  
بشیر انصاری  
ایم اے

مجلس  
ادارت

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری  
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد  
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 3 احکام و مسائل
- 4 کتب قیمتی..... (خلعہ حرم)
- 6 آداب نماز اور خشوع و خضوع
- 8 صرف اسلام ہی کی پیروی کیوں؟
- 10 مولانا محمد اسحاق علی کا عقیدتی اسلوب
- 12 کلمات مبر
- 14 کتاب بدل گیا ہے تیری انجمن کا رنگ
- 15 فضیلتہ النبی محمد بن صالح العثیمین
- 18 یاد رفتگان
- 19 طب و صحت + تہذیب و کتب
- 20 منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل
- 21 قائدین و مجاہد کا دورہ ملتان ڈویژن
- 22 اخبار الجماعہ
- 23

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام  
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“

چوک اہل حدیث (المعروف بتیچوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257

email: weeklyahlehaddith@yahoo.com

بدل اشتراک

- سالانہ ..... 500/- روپے  
ششماہی ..... 300/- روپے  
ہذیرہودی بی ..... 535/- روپے  
ہذیرہودی ممالک سے ..... 5500/- روپے  
نی پرچہ ..... 15/- روپے

مینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”اسٹریٹجک پلان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھوڑ کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔



میں شیشوں کی گولیاں استعمال کیں۔ انہیں روکنے پر مظاہرین نے ایس ایس پی پر ڈنڈوں کی بارش کی دی۔ اس طرح اسلام آباد کے باسی اور ریاستی ادارے شریکوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ ملازمین کو اپنے دفاتر جانے میں بڑی مشکلات کاٹل ہیں۔ عمران خان اور طاہر القادری نے اپنے مطالبات کے لیے جو پالیسی اختیار کی ہے وہ راستہ انقلاب کا نہیں انتشار کا راستہ ہے۔ آزادی کا نہیں بربادی کا راستہ ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب تک مظاہرین پر امن رہے ان پر کسی قسم کی طاقت استعمال نہیں کی گئی مگر ریاستی اور شہری املاک کی حفاظت بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

باہر لوگ جانتے ہیں کہ عمران خان کے لیے وعدہ خلافی معمولی بات ہے۔ ریڈ زون نہ جانے کا انتظامیہ سے وہ وعدہ کر چکے تھے اس کی خلاف ورزی میں کوئی قیامت نہ سمجھی۔ پھر تحریک انصاف کی کور کمیٹی نے متفقہ طور پر وزیر اعظم ہاؤس کی طرف نہ جانے کا فیصلہ کیا۔ اس میں جاوید ہاشمی اور شاہ محمود قریشی کی رائے بھی شامل تھی مگر عمران خان نے وزیر اعظم ہاؤس کی طرف بڑھنے کا اعلان کیا تو جاوید ہاشمی اس سے اختلاف کرتے ہوئے دھرنے سے باہر آ گئے۔ عمران خان اور طاہر القادری نے باہمی مشورہ کیا اور قادری اپنے ڈنڈا بردار کارکنوں کے ساتھ وزیر اعظم ہاؤس کی طرف بڑھا اور عمران کا ڈنڈا بردار جلوس بھی ایوان صدر کے قریب پہنچ گیا تو پھر پولیس نے آنسو گیس استعمال کی اور لاشی چارج کر کے مظاہرین کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور انہیں منتشر کرنے کے لیے ریڈ کی گولیاں چلائیں۔

لوگ یہ بات بھولے نہیں ہوں گے کہ اسی چوک میں ۲۰۰۷ء میں پرویز مشرف، طاہر القادری، شیخ رشید، چودھری برادران اور خورشید قصوری وغیرہ کے ٹولہ نے وکلاء صحافیوں، سول سوسائٹی پر بے پناہ تشدد کیا یہاں تک کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے بال نوچے گئے۔ یہ بڑے انوس کی بات ہے کہ دھرنے کے شرکاء میں طاہر القادری اور عمران خان بڑی جذباتی گفتگو کرتے ہیں۔ طاہر القادری تو اراکین اسمبلی کو چور ڈاکو اور لیرے کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ جب کہ حکومت کے اراکین کا طرز کلام سلجھا ہوا ہوتا ہے۔ اس امر کا فیصلہ دی جیتل پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ عمران خان کے دھرنے میں نوجوان اور لڑکیاں بڑے جوش سے رقص کرتے ہیں۔ مرد وزن اکٹھے ہی یہ ”ڈیوٹی“ انجام دیتے ہیں۔ جبکہ قرآن پاک کا حکم ہے ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ کہ ”زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنی پھرو۔“ صلاح الدین ایوبی کا قول بھی پڑھ لیں کہ ”جس قوم کو جنگ کے بغیر شکست دینی ہو اس قوم کے نوجوانوں کو فاشی اور بے حیائی میں مبتلا کر دیا جائے۔“

## جاوید ہاشمی کے انکشافات نے مارچوں کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ سینئر پروفیسر ساجد میر

ریاستی ادارے مذاق بن گئے، سپریم کورٹ کے حکم پر عمل ہو رہا ہے اور نہ پارلیمنٹ کو تسلیم کیا جا رہا ہے، گفتگو

لاہور (۲ ستمبر روزنامہ پاکستان) مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ جاوید ہاشمی کے انکشافات نے انقلاب اور آزادی مارچ کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اپنے رد عمل میں ان کا کہنا تھا کہ عمران خان اور طاہر القادری نے عوام کی توہین کی۔ جاوید ہاشمی نے عمران خان کے ”سنے پاکستان“ کو بے نقاب کر دیا ہے۔ جاوید ہاشمی کی باتوں کو سنجیدگی سے لینا ہوگا۔ پاک فوج اور سپریم کورٹ کو جاوید ہاشمی کے الزامات پر اپنی پوزیشن واضح کرنا ہوگی اور فوری طور پر تحقیقات ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا ہے کہ طاہر القادری اور عمران خان گلوبٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ دونوں کے ارد گرد آمریت کے پروردہ لوگ اکٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عمران خان کو جاوید ہاشمی کے الزامات کا جواب دینا چاہیے۔ وزیر اعظم سے ایک ماہ کے لیے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرنے والے عمران خان جاوید ہاشمی کے الزامات کی آزادانہ تحقیقات کے لیے خود پاکستان تحریک انصاف کی چیئر مین شپ سے مستعفی ہو جائیں۔ ان کا کہنا تھا کہ دونوں رہنما بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواتین اور بچوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، جس کی مثال انسانی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ مظاہرین نے ریاستی اداروں کو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ سپریم کورٹ کے حکم پر عمل ہو رہا ہے اور نہ ہی پارلیمنٹ کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ جس سے لگتا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان عوامی تحریک غیر ملکی ایجنڈے پر ملک کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔

## عالم اسلام اسرائیلی دہشتگردی کے خلاف آواز بلند کرے۔ حافظ عبدالکریم

مشترکہ فوج تشکیل دی جائے تا کہ کفر کی جارحیت کا مشترکہ طور پر منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔

لاہور (روزنامہ اوصاف) مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ و رکن قومی اسمبلی حافظ عبدالکریم نے کہا ہے کہ پاکستان بالخصوص عالم اسلام اسرائیلی دہشت گردی کے خلاف آواز بلند کریں اور مسلم امہ غزہ کے بے گناہ مظلوم مسلمانوں کے دکھ کا احساس کریں اور اسرائیلی جارحیت کے لیے مشترکہ طور پر حکمت عملی طے کریں، عالم اسلام اپنی مشترکہ فوج تشکیل دے تا کہ کفر کی کسی بھی جارحیت کا مشترکہ طور پر منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔ سیاسی ٹکراؤ اور تصادم سے مسائل میں بہتری آنے کی بجائے الجھاؤ پیدا ہوگا۔



جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الاحمد مرکز الدراسات الاسلامیہ  
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان  
رابطہ: نماز مصر  
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626  
hammad3316@yahoo.com

# احکام و مسائل

## نا تمام بچے کا نام رکھنا

**سوال** اگر حمل کی مدت مکمل ہونے سے قبل بچہ ضائع ہو جائے تو کیا ایسے نا تمام بچے کا نام رکھنا چاہیے؟ نیز اس طرح کے بچے کو قبرستان میں دفن کیا جائے یا گھر میں ہی اسے دفن دیا جائے؟ کتاب وسنت میں اس کے متعلق کیا ہدایات ملتی ہیں؟

**جواب** احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حمل کی مدت جب چار ماہ ہوتی ہے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے، اس کے بعد اگر مدت مکمل ہونے سے پہلے حمل ساقط ہو جائے تو اسے نا تمام بچہ کہا جاتا ہے۔ شریعت میں ایسے بچے کے متعلق احکام بیان ہوئے ہیں کہ ایسے بچے کا جنازہ پڑھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: ”نا تمام بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔ (ابوداؤد، الجنازہ: ۳۱۸۰)

ایسے بچے کو قبرستان میں ہی دفن کیا جائے گا، گھر یا کسی دوسری جگہ دفن کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ کتاب وسنت کے مطابق مردوں کو قبرستان میں دفن کرنا ہی مشروع ہے۔ عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ نا تمام مردہ بچے کا نام بھی رکھنا چاہیے تاکہ قیامت کے دن اس کی نشاندہی ہو سکے، یہ محض دین خواتین کا حصہ ہے، کتاب وسنت میں ہمیں ایسے نا تمام بچے کا نام رکھنے کے متعلق کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ لہذا ایسے بچے کا نام رکھنا درست نہیں اور جن روایات میں اس کا نام رکھنے کی صراحت ہے وہ خود ساختہ اور ناقابل اعتبار ہیں۔ جیسا کہ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے ایسی روایات کی نشاندہی کی ہے، ان میں سے ایک حسب ذیل ہے: ”اپنے نا تمام مردہ بچوں کا نام رکھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن تمہارے لیے اجر و ثواب کا باعث ہیں۔ (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ رقم: ۲۰۰۶)

علامہ البانی نے اسے معجم ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے اور صراحت کی ہے کہ اس روایت میں ایک بخاری بن عبید راوی مہتمم بالکذب اور ضاع راوی ہے۔ لہذا یہ روایت خود ساختہ اور من گھڑت ہے۔ (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ ج ۵، ص ۱۹)

اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت بھی بیان کی جاتی ہے وہ فرماتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ سے میرا ایک حمل ضائع ہو گیا تو آپ نے اس نا تمام بچے کا نام عبد اللہ رکھا اور میری کنیت اسی وجہ سے ام عبد اللہ رکھی گئی۔“..... یہ روایت بھی موضوع ہے چنانچہ ابن جوزی لکھتے ہیں: ”یہ حدیث من گھڑت ہے۔“ (الموضوعات: ج ۲، ص ۹) ہمارے رجحان کے مطابق نا تمام مردہ بچوں کا نام رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، نیز انہیں قبرستان میں ہی دفن کرنا چاہیے۔

## رحم مادر میں جنین کی جنس کا پتہ چلانا

**سوال** آج کل یہ دعویٰ سننے میں آ رہا ہے کہ جدید طبی آلات اور الراساؤنڈ مشینوں کے ذریعے ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کی جنس کا پتہ چلایا جاتا ہے کہ وہ نر ہے یا مادہ، جبکہ قرآن میں ہے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، اس دعویٰ کا شافی جواب درکار ہے۔

**جواب** اس میں کوئی شک نہیں کہ رحم مادر میں پرورش پانے والے بچے کی شکل و صورت، نیک و بد، غنی و فقیر اور اس کے مذکر و مؤنث ہونے کا اصل علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ”بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ بارش اتارتا ہے اور وہ رحم مادر میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ نیز کسی نفس کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔“ (لقمان: ۳۴)

حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے آیت میں مذکور پانچ چیزوں کو غیب کی چابیاں قرار دیا ہے، جنہیں اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ (بخاری، التفسیر: ۴۶۲۷) مذکورہ آیت وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ غیبی امور کا قطع اور یقینی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا ان پر قطعی اور یقینی لحاظ سے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ اس طرح کے دعوے کرتے ہیں، ان کی حقیقت ظن و تخمین کے علاوہ کچھ بھی نہیں، بار بار ایسا ہوا ہے کہ ان کی اطلاعات حقیقت کے خلاف اور غیر معیاری ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ احادیث، رحم مادر میں بچے کی شکل و صورت اور اس کے نرو مادہ ہونے کے بارے میں کچھ اسباب بیان ہوئے ہیں کہ رحم مادر میں جس کا مادہ پہلے پہنچ جاتا ہے بچہ اس کی اور اس کے خاندان کی شکل و صورت اختیار کرتا ہے اور پھر جس کا مادہ غالب یا زیادہ ہوتا ہے اس پر بچے کی جنس کا انحصار ہوتا ہے۔ یہ بات بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ رحم مادر میں بچے کی بناوٹ کے بھی کئی ایک مراحل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: نطفۃ امشاج: ۴۰ دن تک، جما ہوا خون (علقۃ): ۴۰ دن تک پھر گوشت کا لوتھڑا (مضغۃ): ۴۰ دن تک، اس کے بعد فرشتے کے ذریعے اس میں



روح پھونک دی جاتی ہے اور نرمادہ، نیک و بد ہونا اور اس کی موت و رزق کو لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں اس کی وضاحت ہوئی ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماں کے پیٹ میں تمہاری خلقت چالیس روز تک نطفہ کی صورت میں جمع کی جاتی ہے۔ پھر وہ اتنے ہی دن جما ہوا خون بن جاتا ہے، اس کے بعد وہ اتنے ہی دن ایک لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو اس کے متعلق چار باتوں کا حکم دیتا ہے کہ اس کا عمل و کردار، اس کا رزق، اس کی مقررہ مدت اور نیک و بد ہونا لکھ دے۔ اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔“ (بخاری، بدء الخلق: ۳۲۰۸)

یہ سب واضح رہے کہ عربی قواعد کے لحاظ سے ”یعلم ما فی الارحام“ کا تعلق رحم مادر میں جنین کے متعلق روح پھونکنے جانے سے قبل کا ہے، کیونکہ ”ما“ غیر جاندار کے لیے آتا ہے اور جب اس میں روح پھونک دی جاتی ہے تو وہ ”ما“ کی حدود سے نکل جاتا ہے۔ جب تک جنین ”ما“ کی حدود میں رہتا ہے کوئی بھی ڈاکٹر جدید طبی آلات سے اس کے زیا مادہ ہونے کا سراغ نہیں لگا سکتا، جب اس میں روح پھونک دی جاتی ہے تو اس کے زیا مادہ ہونے کا علم تعینات شدہ فرشتے کو بھی ہو جاتا ہے۔ اس مرحلے میں ڈاکٹر حضرات بھی قسمت آزمائی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ اس کے کالے گورے، اچھے برے، اس کے رزق اور اس کی موت کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کی لیاقت و استعداد اور دماغی قوتوں کا پتہ چلا یا جاسکتا ہے۔ یہ چیزیں اور اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ آخر میں ہم اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر حاملہ عورت کے رحم میں پرورش پانے والا بچہ کسی مرض میں مبتلا ہے یا اس کی افزائش اور پرورش صحیح نہ ہو رہی ہو تو جدید طبی آلات سے مدد لے کر اس پر کنٹرول کرنا جائز اور مشروع ہے۔ کیونکہ بیماریوں کے علاج کی شریعت نے ترغیب دی ہے لیکن حمل کے متعلق دلچسپی رکھنا کہ وہ لڑکا یا لڑکی، اس قسم کی معلومات لینے کے لیے ڈاکٹر کے پاس جانا اور فضول شوق کی خاطر پیسے خرچ کرنا حماقت اور بے وقوفی ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کا نقصان بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب کسی سرپرست کو پتہ چلتا ہے کہ پیٹ میں پرورش پانے والی لڑکی ہے تو یہ ”فسوسناک“ خبر سن کر رحم کی صفائی کر دیتے ہیں اور پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اخبارات میں ایسی خبریں بھی آتی ہیں کہ ضائع کیا جانے والا حاصل لڑکی نہیں بلکہ لڑکا تھا تو ان کا غم دیدنی ہوتا ہے۔ لیکن اب وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ بہر حال ہم ڈاکٹر حضرات سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ دنیاوی مفاد اور چند نکلے بٹرنے کے لیے اس قسم کے شوق فضول کی حوصلہ افزائی نہ کریں اور حمل کو ضائع کرنے کے جرم میں شریک ہونے سے اجتناب کریں۔ اگر کوئی رحم مادر میں پرورش پانے والا بچہ واقعی کسی مرض میں مبتلا ہے تو جدید آلات کے ذریعے اس مرض کی تشخیص کریں اور اس کے علاج کی طرف توجہ دیں۔ اس قسم کا تعاون تو کیا جاسکتا ہے لیکن استقرار حمل کے بعد باقاعدہ فائل تیار کرنا اور ہر مہینے اس کی رپورٹ تیار کرنا پھر اس کے زیا مادہ ہونے کے متعلق اہل خانہ کو مطلع کرتے رہنا، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم!

### گھٹی دینے والے کے کردار کا اثر

**سوال** جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے کسی نیک اور بزرگ آدمی سے گھٹی دلائی جاتی ہے۔ کیا گھٹی دینے والے کے کردار کا اثر بچے پر ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے بچہ بھی نیک سیرت اور اچھے چال چلن کا حامل ہو؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

**جواب** بچے کی پیدائش کے بعد اسے گھٹی دینا ایک مستحب عمل ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھجور وغیرہ لے کر کوئی صالح آدمی اسے اپنے منہ میں چبا کر پھر اسے نومولود کے تالو پر لگا دے۔ اس سے مراد برکت کا حصول ہوتا ہے اور اس سے نیک فال بھی لی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو نیک سیرت اور خوش اخلاق بنادے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کے ساتھ گھٹی دی۔ نیز اس کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی، پھر اسے میرے حوالے کر دیا۔ (بخاری، العقیقہ: ۵۴۶۷)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی کھجور کی گھٹی دی تھی اور اس کے لیے خود برکت کی دعا فرمائی تھی۔ (بخاری: ۵۴۶۹)

ان احادیث کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ گھٹی دینے والا نیک اور صالح انسان ہونا چاہیے تاکہ وہ بچے کے لیے خیر و برکت کی دعا کرے۔ اس سے یہ نیک شگون بھی لی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو بزرگ کی طرح نیک اور اچھے کردار کا حامل بنادے۔ لیکن احادیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ گھٹی دینے سے نومولود کی عادات اس بزرگ جیسی بن جاتی ہیں جس نے اسے گھٹی دی تھی۔ اس خام فکر کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ اگر بچہ ضدی اور بد اخلاق ہو تو خاندان والے گھٹی دینے والے کو بد فطعن بناتے اور اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ نومولود کے اچھے یا برے ہونے میں والدین کی تربیت کا اثر تو ہو سکتا ہے لیکن گھٹی دینے سے کسی بزرگ کے اچھے اثرات نومولود میں سرایت نہیں کرتے، ہاں اس کی دعا کے اثرات ہو سکتے ہیں۔

ہم آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ ”ہمدرد گھٹی“ شرعی گھٹی کے قاسم قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمدرد گھٹی تو پیٹ کی صفائی کے لیے ہوتی ہے۔ اس لیے شرعی گھٹی کے لیے کسی نیک مرد یا نیک عورت کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر موقع پر کوئی نیک بندہ نہ مل سکے تو بچے کو نیک انسان کے پاس لے جانا بھی مشروع ہے جیسا کہ درج بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!



امام مسجد الحرام  
فضيلة السيد  
د. أكرم عبد الرحمن السديس حفظه الله



کہ ان مصائب کا آنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایک معمول ہے۔ اور یہ مصائب بغیر تنبیہ کے اچانک نہیں آتے اور نہ ہی بغیر کسی سبب کے ہم میں پر یا ہمارے گھر کے قریب اترتے ہیں۔

یہ مصائب جس انداز سے بھی ہوں ہم میں سے کوئی بھی اس سے مبرا نہیں بلکہ ہر کوئی دور یا قریب سے ان مصائب کے آنے کا سبب ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔“

یہ وہ بیماری ہے جس میں اکثریت معاشرے مضائب اور مسلسل آفتوں کے آنے سے مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ ہے ’’باہم الزام تراشی کی بیماری‘‘ ہاں ایسی تنقید اور باہمی الزام تراشی جو تکلیف کو ابھارتی ہے مدھم نہیں کرتی، یہ باہمی تنقید ہر ناکامی، خسارے اور تکلیف کے بعد ہوتی ہے اس لیے نہیں کہ ناکامی کو ختم کیا جائے اور غلطی کا اعتراف کر کے اس پر شرمندگی کا اظہار کیا جائے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کیا جائے۔

جبکہ اس وقت کے لیے نبی ﷺ نے ایسا طریقہ بتا دیا جس سے یہ بیماری آگے بڑھنے سے رک جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔“

”لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔“

”اے ایمان لانے والو، اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔“

اے لوگو! امت اسلامی پر مسلسل اور پنے در پے اترنے والی آفات و مصائب کسی صاحب عقل سے مخفی نہیں باوجود اس کے کہ عقل مند لاپرواہ ہیں اکثر تو یہ سمجھتے ہیں

باہم الزام تراشی برائی کو برا کہنے کی منفی شکل ہے کیونکہ وہ مثبت تنبیہ نہیں اور نہ ہی قابل تعریف اظہار ناراضی ہے بلکہ یہ توانائیت اور تکبر کا حصہ ہے، چنانچہ ہر کوئی دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ دونوں برابر کے خطاوار ہیں لیکن ضد اور خود کو ذمہ داری سے بچانے اور اصلاح سے پہلو تہی اختیار کرنے کا یہ انداز ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے کہا تھا کہ ”مجھے اپنی بیماری لگا کر چلتا بنا“۔

اسی لیے کتاب اللہ میں ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنا قابل تعریف نہیں قرار دیا گیا، یہ نصیحت کی طرح نہیں کیونکہ نصیحت تو خیر خواہ کی طرف سے خطاء کار کو کی جاتی ہے جبکہ الزام تراشی یہ ہے خطا وارد دونوں ہی میں لیکن ہر ایک دوسرے پر الزام لگاتا ہے، اور اپنی اصلاح سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہوتا ہے۔

گھٹات لگانے والے دشمن کی سب سے بڑی مدد یہ



سے پہلے ہمارے اسلاف میں نہ تھی کیونکہ انسانیت ایک دوسرے پر تکبر، لاپرواہی اس کے اسباب ہیں۔ ان سلف میں ان کی جڑیں نہ تھیں، ان کے نفس صاف اور دل عاجزی والے تھے، کسی بھی کوتاہی کا ہر ایک کو احساس تھا ذاتی مصلحتوں کی بجائے لوگوں کی مصلحتوں کو مقدم رکھنا ان کا شیوہ تھا۔

ان کا مقصد تو اللہ کی رضا تلاش کرنا اور اس کی ناراضی سے بچنا تھا۔ ان کے حالات بھی اچھے تھے اور اللہ نے ان کی حالت کو اور اچھا کر دیا چنانچہ ان کو جو بھی تنگی آئی وہ اس سے اس طرح نکل گئے جس طرح بال آئے سے نکل جاتا ہے وہ فرشتے تو نہیں تھے اور نہ ہی معصوم غلطی تھے بلکہ غلطی بھی کرتے تھے اور درست بھی، جب وہ غلطی کرتے تو توبہ کر لیتے اور جب ٹھیک کام کرتے تو اللہ کا شکر بجالاتے۔

لیکن ہم نے ان کے منہج کی مخالفت کی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہم پر منطبق ہو گیا وہ فرماتے ہیں: ”لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان کا سب سے افضل کام باہم الزام تراشی ہوگا۔“ (ابوداؤد)

اللہ کے بندو! ان کی تو یہ حالت تھی اور ہماری حالت کیا ہے جب کسی دن قوموں پر آفات آجائیں تو ان آفات کا بہترین علاج یہ ہے کہ فیصلہ کروا لیا جائے اپنے مولیٰ کے کلام (قرآن) اور سنت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اس کے مقابلے میں غلط کاروں کا مجوزہ علاج تو باہمی الزام تراشی ہے اور یہ بدترین علاج ہے۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو سر بلند فرما۔ شرک اور مشرکین کو رسوا کر دے، اے اللہ! اپنے دین اپنی کتاب اپنے نبی کی سنت اور اپنے مومن بندوں کی مدد فرما، اے اللہ! غمگین مسلمانوں کے غم دور کر دے۔ مصیبت زدہ کی مصیبتوں کو دور کر دے، قرض داروں کے قرض دور کر دے، اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے ہمارے بیماروں کو شفاء عطا فرما، اے اللہ! جو ہمارا، اسلام اور مسلمانوں کا بُرا چاہے اس کو اپنے آپ میں مصروف کر دے، اے دعاؤں کے سننے والے اس کی سازشوں کو اسی پر لوٹا دے، اے اللہ! ہمارے دلوں کو مضبوط کر دے اور ان کو پاک کر دے کیونکہ تو ہی ان کو پاک کرنے والا ہے، تو ہی داؤں کا والی اور مولیٰ ہے۔ (تین)

○○○○○

اس کے بعد اس کا علاج تلاش کیا جائے اور اس مرض کی تشخیص کے مطابق دوا دی جائے ورنہ ہم سب الزام تراشی میں شامل ہیں جس کی وجہ سے فائدہ مند علاج ضائع ہو جائے گا، اور ذمہ داری بھی جاتی رہے گی، سو اس کے بعد صرف بدبختی ہے جس کا کوئی چارہ نہیں۔

مالک بن دینار پر اللہ رحم فرمائے جب وہ اپنے حلقہ درس میں بیٹھے اور لوگوں کو وعظ کیا تو لوگ رونے لگے پھر اپنے نسخہ مصحف کو دیکھا تو موجود نہ تھا تو انہوں نے کہا ”تم سب تو رورہے ہو تو میرا حیفہ کس نے چرایا ہے؟“ اللہ کے بندو! الزام تراشی کرنے والوں کا یہی حال ہے کہ ان کی اس حرکت کی وجہ سے ذمہ داری شعور اور غلطی کے اعتراف کرنے کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ معاشرے بے لگام ہو جاتے ہیں۔

فرمان الہی ہے: ﴿أَوَلَمْآ أَصَابَكُمْ مَصِيبَةٌ فَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ هَذَا هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (آل عمران: ۱۶۵) ”اور یہ تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم پر مصیبت آپڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی؟ حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دو گنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (فریق مخالف پر) پڑ چکی ہے اے نبی! ان سے کہو، یہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

### دورِ خطبہ

حمد و ثناء کے بعد!

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور یقین جانو امت اسلام کے بڑے بڑے اہم امور اور مشترک مصلحتیں اس الزام تراشی میں ہی چھپ نہیں جانی چاہیے کیونکہ بڑے معاملات کا بوجھ بھی بڑے لوگ ہی اٹھاتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کی طرف اللہ کا داعی بنا کر بھیجتے ہوئے وصیت کی اور فرمایا: ”تم دونوں ایک دوسرے کی بات ماننا اور اختلاف نہ کرنا۔“

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اللہ کے بندو! الزام تراشی سے ایک دوسرے کی اطاعت اور اتفاق نہیں ہوتا بلکہ لڑائی جھگڑا ہوتا ہے جس میں کبھی خیر نہیں ہوتی۔

اللہ کے بندو! اسی لیے بظاہر یہ الزام تراشی اس

ہے کہ وہ اپنے مد مقابل کو قابل رحم حالت میں پائے، اس الزام تراشی کا نشہ معاشرے کو متحد کرنے والی زنجیر کے ایک ایک حلقے کو توڑ دیتا ہے اور ان کی باہم الزام تراشی اسے سرشار کر دیتی ہے۔ اسی لیے معاشروں کے عقل مندوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بری خصلت سے بچیں جو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ کئی دفعہ تو نشانہ آنکھ میں تو لگ جاتا ہے لیکن شکار کو نہیں مارتا، جبکہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنا، اختلافی دراڑ کو بڑھا دیتا ہے حتیٰ کہ دین، امانت اور اخلاق میں بددیانتی تک پہنچا دیتا ہے، یہ الزام تراشی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ایک دوسرے سے ملنا، محبت کرنا اور رحم کرنا مشکل ہو جاتا ہے، ایک مسلم معاشرے کے لیے اپنی ذمہ داری کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”اور وہ غیروں کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔“ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اللہ کے بندو! الزام تراشی کی مذمت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اخلاص کے سایہ کے نیچے رہتے ہوئے اصلاح اور خیر خواہی ترک کر دی جائے اور دین حقہ کے لیے نرمی، شفقت کو چھوڑ دیا جائے

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا﴾ (الاسراء: ۵۳)

”اور اے محمد! میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالیں جو بہترین ہو دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈالوانے کی کوشش کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

اللہ کے بندو! جس نے اس کو سمجھ لیا تو وہ طوفانوں اور فتنوں کے دوران اپنے کندھوں پر عائد ہونے والی ذمہ داری کا ادراک کر لے گا۔ ایسے فتنے جو اس امت پر پتھروں کی طرح برس رہے ہیں یا ان سے بھی بڑھ کر۔ اسی لیے الزام تراشی اس حالت میں اور زیادہ نقصان دہ ہے اور غلطی کا اعتراف کرنے سے فرار ہے اور کوشش ہے چھوٹے کو بڑا اور بڑے کو چھوٹا مقام دینا ہے جیسے کوئی شخص پھوڑے کا تو علاج کرے اور سوزش کی پرواہ نہ کرے جبکہ ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ مشکلات کے اسباب پر غور کرے کیا وہ اخلاقی ہیں یا دینی یا ثقافتی یا تربیتی یا پھر ان سب کا مجموعہ؟



اطمینان نہیں کیا، اس نے سکون نہیں کیا اور جس نے سکون نہیں کیا تو اس نے نہ اپنے رکوع میں خشوع کیا اور نہ اپنے سجدے میں اور جس نے خشوع نہیں کیا وہ گنہگار اور نافرمان ہوا۔ (نہ کہ فرماں بردار اور اطاعت شعار)“

اس کے بعد امام صاحب نے نماز میں وجود خشوع پر دلالت کرنے والی احادیث بیان کی ہیں، مثلاً: جو لوگ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں ان کی بابت آپ نے سخت وعید بیان فرمائی:

[لینتھن عن ذلك أو لتخطفن أبصارهم]

(صحيح البخاری: ۷۵۰) وفي رواية: (أو لا

ترجع إليهم أبصارهم) سنن أبي داود: (۹۱۲)

”وہ (آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے)

باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی

جائیں گی۔“ ایک روایت کے الفاظ ہیں: ”یا

ان کی طرف ان کی نگاہیں واپس نہیں آئیں

گی۔“

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي

صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (المؤمنون: ۲۷)

”وہ مومن فلاح پاگئے جو اپنی نمازوں میں

خشوع کا اہتمام کرتے ہیں۔“

آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد نبی ﷺ کی نگاہ

سجدے والی جگہ سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔ (رواہ الامام احمد

فی کتاب النسخ والنسخ)

جب آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی خشوع کے

منافی ہوا تو نبی ﷺ نے اس کو حرام کر دیا اور اس پر سخت

وعید بیان فرمائی۔

⑤ امام ابن تیمیہؒ کا ایک اور قرآنی استدلال ملاحظہ

فرمائیں، فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے کتاب

وسنت میں رکوع اور سجدے کو واجب قرار دیا ہے

اور یہ اجماعاً بھی واجب ہیں، اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا

وَأَسْجُدُوا﴾ (الحج: ۷۷) وغیرہا من الآيات

”اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔“

اس قسم کی دیگر آیات نقل فرما کر لکھتے ہیں:

”جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کے لیے رکوع اور

جناب مولانا  
صلاح الدین یوسف

قسط نمبر ۲

## آداب نماز اور خشوع و خضوع

بیان کر کے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کا اقتضا یہ ہے کہ جو نماز میں خشوع کرنے والے نہیں، وہ قابل مذمت ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کے حکم کے وقت فرمایا تھا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ لَكِبْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ

هَدَى اللَّهُ﴾ (البقرة: ۱۴۳)

”یہ حکم یقیناً بڑا بھاری ہے سوائے ان لوگوں

کے جن کو اللہ نے ہدایت سے نواز دیا ہے۔“

یا جیسے اللہ کا فرمان ہے:

﴿كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ

إِلَيْهِ﴾ (الشورى: ۱۳)

”مشرکین پر وہ بات بہت بھاری (گراں)

ہے جس کی طرف (اے پیغمبر!) آپ ان کو

بلاتے ہیں۔“

پس اللہ عز وجل کی کتاب ایسے افراد کی نشاندہی کر

رہی ہے جن پر وہ بات گراں گزرتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ

پسند فرماتا ہے اور جس کی وجہ سے ایسے لوگ دین میں

قابل مذمت اور ناراضی کے مستحق ہیں اور مذمت اور

ناراضی کی وجہ کسی واجب کا ترک یا کسی حرام کا ارتکاب ہی

ہوتا ہے اور جب غیر خاشعین مذموم (قابل مذمت) ہیں تو

یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں خشوع

واجب ہے۔

② امام صاحب مزید آیات قرآنیہ سے خشوع کا

وجوب ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”جب

نماز میں خشوع واجب ہے اور جس کا مطلب

عاجزی اور سکون سے نماز پڑھنا ہے تو جو شخص

کوے کی طرح ٹھونگے مارتے ہوئے نماز پڑھتا

ہے تو اس نے سجدے میں خشوع نہیں کیا، اسی

طرح جو شخص رکوع سے سر اٹھا کر سجدے کے لیے

جھکنے سے پہلے اطمینان سے سیدھا کھڑا نہیں ہوا

(اس نے استقر نہیں کیا) تو اس نے سکون نہیں

کیا جو اطمینان ہی کا نام ہے۔ پس جس نے

عدم اطمینان کی صورت میں نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے!

امام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا، اگر کوئی شخص

اطمینان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تو اس کی نماز کیسی ہوگی؟

امام صاحب نے فرمایا: ”نماز کو اطمینان کے ساتھ پڑھنا

واجب ہے اور اطمینان سے نہ پڑھنے والا نماز کو بگاڑنے والا

ہے، وہ مفسد الصلاة ہے، محسن الصلاة نہیں، بلکہ وہ

گنہگار اور واجب کا تارک ہے۔ جمہور ائمہ اسلام، امام

مالک، شافعی، احمد، اسحاق، ابو یوسف، محمد (اصحاب ابی حنیفہ)

اور خود امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے۔

ان کے علاوہ دیگر ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ

ایسے شخص کے لیے نماز کا لوٹانا واجب ہے اور اس کی دلیل

وہ احادیث ہیں جو صحیحین (بخاری و مسلم) اور دیگر کتب

حدیث میں ہیں۔ اس کے بعد امام صاحب نے حدیث

مسئ الصلاة سمیت وہ احادیث بیان فرمائی ہیں جو گذشتہ

صفحات میں بیان ہوئی ہیں۔ (دیکھیے مجموع الفتاویٰ:

۶۰۱/۲۲ ۶۰۳)

وجوب اطمینان، قرآن کریم کی روشنی میں:

گذشتہ صفحات میں احادیث کی رو سے نماز میں

اطمینان اور اعتدال ارکان کا وجوب ثابت کیا گیا ہے، اس

کے بعد امام ابن تیمیہؒ نے دسیوں آیات قرآنیہ سے نماز

میں وجوب اطمینان کا اثبات کیا ہے جو ان کے غزالت علم،

وفور دلائل اور قوت استنباط و استخراج کی دلیل ہیں۔ یہ

صفحات ان کی مکمل بحث کو نقل کرنے کے قائل نہیں، تاہم

ہم ایک دو مقامات کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں تاکہ

مسئلہ زیر بحث کے کچھ قرآنی دلائل بھی سامنے آجائیں۔

① امام صاحب قرآن کریم کی آیت:

﴿وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا

لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ (البقرة: ۴۵)

”نماز اور صبر سے مدد طلب کرو اور یہ نماز

بڑی بھاری ہے، البتہ خشوع کرنے والوں پر

بھاری نہیں۔“

سجدہ کرنے کو اپنی کتاب میں فرض کیا ہے جیسے اس نے نماز کو فرض کیا ہے اور نبی ﷺ کتاب مبین میں نازل کردہ احکام کے مبین و مفسر ہیں اور آپ ﷺ کی سنتیں کتاب اللہ کی تفسیر و توضیح کرتی ہیں اور آپ ﷺ کا عمل کسی حکم الہی کی تعمیل یا اس کے کسی جمل حکم کی تفسیر ہی پر مبنی ہوتا ہے تو آپ ﷺ کا حکم بھی آپ کے حکم کی تعمیل اور اس کی تفسیر ہی ہوا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرتے تھے تو یہ دونوں ہی چیزیں واجب ہوئیں، اور یہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل ہے جو اللہ نے رکوع اور سجدہ کرنے کی صورت میں دیا اور اس اجمال کی تفسیر ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اسی طرح سجدے کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے بھی آپ ﷺ کی سنت ہی مرجع ہے اور نبی ﷺ فرض اور نفل دونوں ہی نمازیں ادا فرماتے تھے اور لوگ بھی آپ کے زمانے میں نمازیں پڑھتے تھے اور آپ نے رکوع اور سجدے میں اعتدال کے بغیر اور نماز کے دیگر افعال میں اطمینان کے بغیر نماز نہیں پڑھی، چاہے فرض نماز ہوتی یا نفل نماز اور لوگ بھی آپ ﷺ کے عہد میں نماز پڑھتے تھے اور وہ بھی رکوع و سجود میں اعتدال اور دیگر افعال نماز میں اطمینان کے بغیر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یہ طرز عمل اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ نماز کے تمام افعال میں سکون اور اطمینان واجب ہے جس طرح ان کا عدد واجب ہے یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے۔“

نیز آپ ﷺ کا اس طرز عمل پر مداومت (پیشگی) کرنا، یعنی ہر روز ہر نماز میں اعتدال و سکون کا خیال رکھنا، اس کے وجوب پر بہت قوی دلیل ہے۔ اگر اطمینان واجب نہ ہوتا تو آپ ﷺ کبھی تو اعتدال و اطمینان کے بغیر نماز پڑھ لیتے، چاہیے زندگی میں ایک مرتبہ ہی سہی تاکہ اس کا جواز واضح ہو جاتا یا اس کے ترک کا جواز ہی واضح کرنے کے لیے آپ کوئی اشارہ فرما دیتے۔ پس جب آپ نے اطمینان کے ترک کا جواز نہ اپنے عمل سے واضح کیا اور نہ اپنے فرمان سے باوجود اس کے کہ آپ ﷺ نے نماز پر

مداومت فرمائی ہے تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ نماز کو اطمینان کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

علاوہ ازیں نبی ﷺ نے حضرت مالک بن حویرثؓ اور ان کے ساتھی کو فرمایا تھا:

[إذا حضرت الصلوة فأذنا وأقيما  
وليؤمكما أكبركما وصلوا كما  
رأيتموني أصلي] (صحيح البخارى: ٦٥٨)

”جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم اذان دواور تکبیر کہو اور تم دونوں میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے اور تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

پس آپ نے ان کو یہی حکم دیا کہ وہ نماز اس طرح پڑھیں جیسے انہوں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

## ائمہ مساجد کی ذمہ داری:

یہ امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ امام لوگوں کو نماز اس طرح پڑھائے جس طرح رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور اس کے کوئی اور بات معارض ہے نہ شخص، اس لیے کہ امام کی ذمہ داری مقتدی اور منفرد سے زیادہ ہے۔

صحیحین میں یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر نماز پڑھائی (سوائے سجدے کے) وہ آپ منبر سے اتر کر کرتے (نماز سے فراغت کے بعد آپ نے فرمایا: ”میں نے یہ (منبر پر چڑھ کر نماز پڑھنا) اس لیے کیا ہے کہ [لتأتموا بی ولتعلموا صلوٰتی] ”تا کہ تم میری اقتداء کرو اور میرا طریقہ نماز جان لو“، (بخاری: ۹۱۷، مسلم: ۵۳۳)

ابوداؤد و نسائی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ہمیں اطمینان و سکون اور اعتدال ارکان کے ساتھ چار رکعتیں پڑھائیں اور پھر فرمایا:

[هكذا رأينا رسول الله ﷺ يصلي] (سنن)

أبي داود: ٨٦٣، سنن النسائي: (١٠٣٧)

”ہم نے اس طرح ہی رسول اللہ ﷺ کو

نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

اس طریقہ نماز پر صحابہ کرام اجماع ہے، اس لیے کہ وہ سب نہایت اطمینان سے نماز پڑھتے تھے اور جب وہ کسی ایسے شخص کو دیکھتے جو اطمینان سے نماز نہیں پڑھتا تو وہ اس پر نکیر کرتے اور اس کو اس سے منع فرماتے اور کوئی صحابی اس

منع کرنے والے صحابی کو اس سے نہ روکتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قولاً اور فعلاً صحابہؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز میں سکون اور اطمینان واجب ہے۔ اگر یہ سکون واجب نہ ہوتا تو صحابہؓ کبھی تو اس سکون و اطمینان کو ترک کر دیتے جیسے وہ غیر واجب چیزوں کو (بعض دفعہ) چھوڑ دیتے تھے۔

علاوہ ازیں لغت عرب میں رکوع اور تجود کا معنی و مفہوم اس وقت ہی متحقق ہوتا ہے جب رکوع کے لیے جھکتے وقت اور چہرے کو زمین پر رکھتے وقت سکون و اطمینان کا اہتمام کیا جائے ورنہ محض جھک جانا اور سر کو زمین پر رکھ کر اٹھا لینا، اس کا نام نہ رکوع ہے اور نہ سجدہ۔ اور جو اس کو رکوع اور سجدہ قرار دیتا ہے وہ لغت عرب کے خلاف بات کرتا ہے۔ اس سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ لغت عرب سے اس کی دلیل پیش کرے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

کیونکہ اس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے، نہ اپنے موقف کے اثبات کے لیے اس کے پاس کوئی راستہ ہے۔ پس اس موقف کا قائل بغیر علم کے اللہ کی کتاب پر بھی حرف زنی کرتا ہے اور لغت عرب پر بھی۔ اور جب اس امر ہی میں شک پڑ جائے کہ واقعی یہ سجدہ کرنے والا ہے یا سجدہ کرنے والا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص بالاتفاق حکم سجدہ کی تعمیل کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ سجدہ واجب ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ سجدہ کرنے والے نے اس وجوب پر عمل کر لیا ہے۔ جیسے کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ نماز یا زکوٰۃ اس پر واجب ہے، لیکن اس کو یہ شک ہو کہ اس نے نماز پڑھ لی یا زکوٰۃ ادا کر دی۔ مزید برآں..... اللہ تعالیٰ نے نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت (پیشگی) کو واجب کیا ہے..... اور نماز کے ضائع کرنے اور اس سے تساہل برتنے کی مذمت کی ہے۔ جیسے سورہ مؤمنون اور سورہ معارج وغیرہ کی آیات میں ان کا بیان ہے۔ (امام صاحب نے یہاں یہ آیات نقل فرمائی ہیں اور ان کے بعد فرمایا ہے کہ) یہ آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص نماز کے واجبات میں سے کوئی ایک چیز بھی چھوڑتا ہے تو وہ قابل مذمت ہے (نہ کہ قابل مدح) چاہے ظاہری طور پر وہ نماز پڑھنے والا ہی ہو، جیسے کوئی شخص وقت واجب کو چھوڑ دے یا نماز کے ظاہری و باطنی اعمال میں سے ان کی شرائط و ارکان کی تکمیل کو ترک کر دے۔..... (جاری ہے۔)

(ملخص از مجموع الفتاوی: ۲۲/۵۴۷-۵۷۲)



بغیر سکون سے رہ سکیں گے، اس طرح اسلامی شریعت کے عملی نفاذ سے خوشگوار نتائج بھی برآمد ہوں گے۔

### عورتوں کی عصمت دری کا سد باب:

تمام بڑے مذاہب کے نزدیک عورتوں سے چھیڑ چھاڑ اور ان کی عصمت دری ایک سنگین جرم ہے، اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، پھر اسلام اور دوسرے مذاہب کی تعلیم میں فرق کیا ہے؟

فرق اس حقیقت میں مضمر ہے کہ اسلام محض عورتوں کے احترام کی تلقین ہی نہیں کرتا اور خواتین سے چھیڑ چھاڑ اور ان کی عصمت دری جیسے سنگین جرائم سے نفرت ہی نہیں کرتا بلکہ اس امر کی بھرپور رہنمائی بھی کرتا ہے کہ معاشرے سے ایسے جرائم کا خاتمہ کس طرح کیا جاسکتا ہے، اس کے لیے آپ درج ذیل زریں اصول ملاحظہ کیجیے:

**مردوں کے لیے حجاب:** اسلام کے حجاب کا نظام اپنی مثال آپ ہے۔ قرآن مجید پہلے مردوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے اور پھر عورتوں کو۔ مردوں کے حجاب (پردہ) کا تذکرہ مندرجہ ذیل آیت میں ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النور: ۳۰/۲۳)

”(اے نبی!) مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے اور اللہ ان تمام باتوں سے بخوبی واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔“

اسلام کہتا ہے کہ ایک شخص کسی غیر محرم عورت کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ فوراً اپنی نگاہیں نیچی کر لے۔

**عورتوں کے لیے حجاب:** عورتوں کے حجاب کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ.....﴾ (النور: ۳۱/۲۳)

”(اے نبی!) مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی نمائش نہ کریں سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو، اور ان کو چاہیے کہ اپنے سینوں پر اوڑھنیاں ڈال لیں اور اپنی زینت ظاہر نہ

جنتا ڈاکٹر  
ذاکر عبدالکریم  
نانک

## صرف اسلام ہی کی پیروی کیوں

حکیم (المائدة: ۵/۳۸)

”چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اللہ کی طرف سے ان دونوں کے کیے ہوئے جرم کی سزا ہے اور اللہ بہت طاقتور اور بہت حکمت والا ہے۔“

اس پر غیر مسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ”۲۰ ویں صدی میں ہاتھ کاٹے جائیں؟ اسلام تو ایک ظالم اور وحشیانہ مذہب ہے۔“ لیکن ان کی یہ سوچ سطحی اور حقیقت سے بعید ہے۔

**عملی نفاذ:** امریکہ کو دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے، بد قسمتی سے وہاں جرائم، چوری، ڈکیتی وغیرہ کی شرح بھی سب سے زیادہ ہے۔ فرض کریں کہ امریکہ میں اسلامی شریعت نافذ کی جاتی ہے اور ہر امیر آدمی نصاب کے مطابق یعنی ۸۵ گرام سونے سے زائد مال پر ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور ہر چور کا ہاتھ سزا کے طور پر کاٹ دیا جاتا ہے تو کیا امریکہ میں چوری اور ڈکیتی کی شرح بڑھ جائے گی، کم ہو جائے گی یا اتنی ہی رہے گی؟ یقیناً یہ کم ہوگی۔ مزید برآں یہ سخت قانون مکمل چوروں کو ارتکاب جرم سے روکنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

میں اس بات سے متفق ہوں کہ اس وقت دنیا میں چوری کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اگر قطعید کی سزا نافذ کی گئی تو لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے ہاتھ کنٹیں گے۔ لیکن یہ نکتہ پیش نظر رہے کہ جو نبی آپ اس قانون کو نافذ کریں گے، چوری کی شرح فوری طور پر کم ہو جائے گی، تاہم اس سے پہلے اسلام کا نظام زکوٰۃ کارفرما ہو اور معاشرے میں صدقات و خیرات اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور غریبوں اور ناداروں کی مدد کا جذبہ فراوان ہو اور پھر سزائوں کا نظام نافذ ہو تو چوری کرنے والا چوری کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا کہ وہ اپنا ہاتھ کتنے کا خطرہ مول لے رہا ہے۔ عبرتناک سزا کا تصور ہی ڈاکوؤں اور چوروں کی حوصلہ شکنی کرے گا۔ بہت کم لوگ چوری کریں یا ڈاکہ ڈالیں گے، پھر چند عادی مجرموں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور لاکھوں لوگ چوری اور ڈکیتی کے خوف کے

”تمام مذاہب لوگوں کو اچھے کام کرنے کی تعلیم دیتے ہیں، پھر ایک شخص کو اسلام ہی کی پیروی کیوں کرنی چاہیے؟ کیا وہ کسی دوسرے مذہب کی پیروی نہیں کر سکتا؟“ تمام مذاہب بنیادی طور پر انسان کو صحیح راہ پر چلنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، لیکن اسلام ان سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ ہمیں صحیح راہ پر چلنے اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے برائی کو خارج کرنے میں عملی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام انسانی فطرت اور معاشرے کی پیچیدگیوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اسلام خود خالق کائنات کی طرف سے رہنمائی ہے، اس لیے اسلام کو دین فطرت، یعنی انسان کا فطری دین کہا گیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب کا بنیادی فرق درج ذیل امور سے واضح ہوتا ہے۔

### اسلام اور ڈاکہ زنی کا تذکرہ:

تمام مذاہب کی تعلیم ہے کہ ڈاکہ زنی اور چوری ایک برا فعل ہے۔ اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، پھر اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ اسلام اس تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ کہ ڈاکہ زنی اور چوری برا کام ہے، ایسا سماجی ڈھانچا بھی فراہم کرتا ہے جس میں لوگ ڈاکے نہیں ڈالیں گے، اس کے لیے اسلام درج ذیل انسدادی اقدامات تجویز کرتا ہے۔

**زکوٰۃ کا حکم:** اسلام انسانی فلاح کے لیے زکوٰۃ کا نظام پیش کرتا ہے، اسلامی قانون کہتا ہے کہ ہر وہ شخص جس کی مالی بچت نصاب، یعنی ۸۵ گرام سونے یا اس کی مالیت کو پہنچ جائے تو وہ ہر سال اس میں سے اڑھائی فیصد اللہ کی راہ میں تقسیم کرے، اگر ہر امیر شخص ایمانداری سے زکوٰۃ ادا کرے تو اس دنیا سے غربت (جو ڈاکہ زنی کی اصل محرک ہے) ختم ہو جائے گی اور کوئی شخص بھی بھوک سے نہیں مرے گا۔

**چوری کی سزا:** اسلام چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا ہے، سورہ مائدہ میں ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

کریں مگر اپنے شوہر پر یا اپنے باپ پر یا اپنے سر پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجیوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی (مسلمان) عورتوں پر یا اپنے دائیں ہاتھ کی ملکیت (کنیزوں) پر یا عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے نوکروں پر یا عورتوں کی چھپی باتوں سے ناواقف لڑکوں پر، اور وہ (عورتیں) اپنے پاؤں زور زور سے زمین پر مارتی نہ چلیں کہ ان کی زینت ظاہر ہو جائے جسے وہ چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

**حاشیہ حصار:** اللہ تعالیٰ حجاب کا حکم کیوں دیتا ہے؟ اس کی وضاحت سورۃ احزاب کی مندرجہ ذیل آیت میں کی گئی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَذْنٰى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۹/۳۳)

”اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں (جب وہ باہر نکلیں) یہ (بات) ان کے لیے قریب تر ہے کہ وہ (حیادار مومنات کے طور پر) پہچانی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے (کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کر سکے) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔“

قرآن کے مطابق حجاب کا حکم عورتوں کو اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ باحیا عورتوں کے طور پر پہچانی جاسکیں اور چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رہیں۔

**ایک مثال کی وضاحت:** فرض کریں، دو جڑواں بہنیں ہیں، دوش خوبصورت ہیں اور ایک گلی میں جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک اسلامی حجاب میں ہے جبکہ دوسری مٹی سکرٹ میں ملبوس ہے۔ گزرتے ہوئے بد معاش کھڑا کسی لڑکی کو چھیڑنے کا منتظر ہے، وہ کس سے چھیڑ چھاڑ کرے گا؟ اسلامی حجاب میں ملبوس لڑکی سے یا مٹی سکرٹ میں ملبوس لڑکی سے؟ ایسا لباس جو جسم کو چھپانے کے بجائے نمایاں کر دے وہ بالواسطہ طور پر مخالف جنس کو چھیڑ چھاڑ اور بدکاری کی دعوت دیتا ہے، لہذا قرآن صحیح کہتا ہے کہ حجاب، یعنی پردہ عورت کو چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رکھتا ہے۔

**عصمت دری کرنے والے کے لیے موت کی سزا:** اسلامی شریعت عصمت دری کرنے والے کی سزا موت

قرار دیتی ہے۔

غیر مسلم خوفزدہ ہوں گے کہ اتنی بڑی سزا! بہت سے لوگ اسلام کو وحشی اور ظالمانہ مذہب قرار دیتے ہیں، لیکن ان کی یہ سوچ غیر حقیقت پسندانہ ہے۔ میں نے یہ عام سوال سینکڑوں غیر مسلموں سے پوچھا ہے کہ فرض کیجیے خدا نخواستہ کوئی آپ کی بیوی، آپ کی ماں یا آپ کی بہن کی عصمت دری کرے اور آپ کو منصف بنایا جائے اور جرم کرنے والے کو آپ کے سامنے لایا جائے، آپ اس کے لیے کیا سزا تجویز کریں گے؟ سب نے کہا: ”ہم اسے قتل کر دیں گے۔“ اور کچھ اس حد تک گئے کہ ”ہم اس کے مرنے تک اسے تشدد سے تڑپاتے رہیں گے۔“ اب اگر کوئی آپ کی بیوی، بیٹی یا آپ کی ماں کی عصمت دری کرے تو آپ اس مجرم کو قتل کرنا چاہیں گے، لیکن جب کسی اور کی بیوی، بیٹی یا ماں کی عصمت دری کی جاتی ہے تو مجرم کے لیے سزائے موت کو وحشیانہ کیوں کہا جاتا ہے؟ آخر یہ دہرامعیار کیوں؟

**امریکہ میں عصمت دری کے روز افزوں واقعات:**

امریکہ کو دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔ 1990ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق عصمت دری Rape کے 1,02,555 مقدمات درج کیے گئے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ صرف 16 فیصد مقدمات کا اندراج ہوا یا ان کی رپورٹ کی گئی، یوں 1990ء میں پیش آمدہ عصمت دری کے واقعات کی اصل تعداد معلوم کرنے کے لیے 16/100 یعنی 6.25 سے ضرب دی جائے تو وہ 6,40,968 بنتی ہے اور اگر اس مجموعی تعداد کو سال کے 365 دنوں سے تقسیم کیا جائے تو روزانہ اوسط 1,756 نکلتی ہے۔

بعد کی ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکہ میں اس برس عصمت دری کے اوسطاً 1900 واقعات روزانہ پیش آئے، امریکی محکمہ انصاف کے نیشنل کرائم سروے بیورو کے اعداد و شمار کے مطابق صرف 1996ء میں آرتھور ریزی کے 3,07,000 واقعات کی رپورٹ کی گئی اور یہ اصل تعداد کا صرف 30% تھی۔ اس طرح عصمت دری کے واقعات کی اصل تعداد 9,90,332 بنتی ہے جو دس لاکھ کے قریب ہے۔ گویا امریکہ میں اس سال ہر 32 سیکنڈ کے بعد عصمت دری کا ایک واقعہ پیش آیا۔ ہو سکتا ہے اب امریکہ میں ایسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرنے والے اور دلیر ہو گئے ہوں۔ 1990ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق وہاں

عصمت دری کے جتنے واقعات کی رپورٹ کی گئی، ان کے مجرموں میں سے صرف 10% گرفتار کیے گئے جو زانیوں کی کل تعداد کا صرف 1.6% تھے۔ گرفتار شدگان میں سے بھی 50% کو مقدمے کی نوبت آنے سے پہلے ہی چھوڑ دیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف 0.8% مجرموں کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے لفظوں میں اگر ایک شخص 125 مرتبہ یہ جرم کرتا ہے تو اسے صرف ایک بار سزا ملنے کا امکان ہے۔ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق 50% لوگ جن کو ان مقدمات کا سامنا کرنا پڑا انہیں ایک سال سے بھی کم قید کی سزا سنائی گئی۔ اگرچہ امریکی قانون کے مطابق ایسے جرم کے مرتکب افراد کی سزاسات سال قید ہے مگر پہلی دفعہ گھناؤنا جرم کرنے والے کے ساتھ جج نرمی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ ذرا تصور کریں کہ ایک شخص 125 دفعہ یہ جرم کرتا ہے اور اس کے مجرم ٹھہرائے جانے کا امکان ایک فیصد ہوتا ہے اور اس میں بھی نصف مرتبہ جج نرمی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے ایک سال سے بھی کم کی سزا دیتا ہے۔

**اسلامی شریعت کی برکت:**

فرض کریں امریکہ میں اسلامی شریعت کا نفاذ کیا جاتا ہے، جب کوئی شخص کسی عورت کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اپنی نگاہ نیچی کر لیتا ہے اور ہر عورت اسلامی حجاب، یعنی پردے میں رہتی ہے اور اس کا پورا جسم سوائے ہاتھوں اور چہرے کے ڈھکا ہوتا ہے۔ اس صورت حال کے باوجود اگر کوئی کسی کی عصمت دری کرتا ہے اور مجرم کو سزائے موت دی جاتی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح عصمت دری کی شرح بڑھ جائے گی، وہی رہے گی یا کم ہو جائے گی؟ یقیناً شرح کم ہو جائے گی اور یہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا بابرکت نتیجہ ہوگا۔

**اسلام میں تمام مسائل کا عملی حل:**

اسلام بہترین طرز زندگی ہے، کیونکہ اس کی تعلیمات محض نظریاتی ہی نہیں بلکہ وہ انسانیت کو درپیش مسائل کے عملی حل بھی پیش کرتی ہیں، لہذا اسلام انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر بہترین نتائج حاصل کرتا ہے۔ اسلام بہترین طرز زندگی ہے، کیونکہ یہ قابل عمل عالمگیر مذہب ہے جو کسی ایک قوم یا نسل تک محدود نہیں، اسی لیے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں صرف اسلام ہی ایسا دین ہے جس کو اپنا کر انسان اپنی شاہراہ حیات بالکل سیدھی بنا کر اخروی زندگی میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتا ہے اور اخروی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔



## مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کا تنقیدی اسلوب

تحریر: جناب طارق اسعد (جامعہ سلفیہ - بنارس)

کی چاشنی پائی جاتی ہے۔“ (مقالات حدیث: ص ۳۹)  
آپ جہاں اپنی تحریر کو تلخ گوئی اور دشنام طرازی سے محفوظ رکھتے ہیں وہیں دیگر قلم کاروں اور خطیبوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ جناب محمد اسحاق بھی حفظہ اللہ کو ایک خط میں اس جانب توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مکرمی مولانا اسحاق صاحب! السلام علیکم!

۵/ ستمبر ۱۹۶۱ء کے الاعتصام میں نوکھر کے مدرسہ کے متعلق آپ نے ایک مضمون شائع فرمایا ہے اس سے پہلے اس مدرسہ کے متعلق ناظم صاحب کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ دونوں کا لب و لہجہ نامناسب ہے۔ ایسے مضامین من و عن شائع کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ اس کا عوام پر کیا اثر پڑے گا۔ یا تو ایسے تلخ مضامین کی اشاعت نہ ہو یا اسے مناسب طور پر نرم کر دیا جائے۔ آئندہ اگر نوکھر یا اس مدرسہ کے متعلق یا ان دو مضامین کے متعلق کوئی تحریر آئے تو اسے میری اطلاع کے بغیر شائع نہ فرمائیں۔ والسلام  
محمد اسماعیل کان اللہ لہ  
گوجرانوالہ

(نفوسِ عظمت رفتہ: ص ۲۱۳)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تفسیر ”تفہیم القرآن“ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کذبات ثلاثہ والی حدیث کی تردید کی ہے اور فرمایا کہ رواۃ حدیث (بخاری) کو جھوٹا کہنا ایک نبی کو جھوٹا کہنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ نے اس روایت کا انکار کر دیا۔ حضرت مولانا اسماعیل سلفیؒ نے ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کذبات ثلاثہ“ کے عنوان سے ایک تحریر رقم فرمائی اور قرآن و حدیث احوال علماء اور ”کذب“ پر مدقق بحث کر کے مولانا مودودی کے اعتراضات کا بحسن و خوبی جواب دیا۔ اس کے بعد مولانا مودودی کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

”مجھے مولانا مودودی سے تعجب نہیں۔ وہ جب بھی علم کی ان متعارف راہوں سے گزرے انہوں نے ٹھوکر کھائی۔ متعہ کا مسئلہ مسلک اعتدال حیات مسیح، دجال وغیرہ میں ان کی جدت نوازیوں کا میاب ثابت نہیں ہوئیں۔ ان کے رہوار قلم کی جولانیوں کا میدان دوسرا ہے۔ تعجب مولانا آزاد

کے رشحات قلم کے شاہکار نمونے موجود ہیں۔

مولانا اسماعیل سلفیؒ نے مختلف فیہ مسائل کے جرح و مناقشہ میں ہمیشہ اس بات کا اہتمام کیا کہ سنجیدگی اور وقار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ دشنام طرازی، طعن و تشنیع، تلخ گوئی جیسی چیزیں نہ ان کی تحریر میں ملتی ہیں نہ تقریر میں۔ حالانکہ تنقید کا میدان ایسا ہے کہ قلم کار حضرات اپنے اشہب قلب پر لگام نہیں لگا پاتے اور اکثر مخالفین پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے سے بھی نہیں چوکتے۔ مگر چوں کہ یہ دین و شریعت اور دفاع عن الحدیث کا معاملہ تھا۔ اس میں زور آزمائی سے قبل ذہن و دماغ اور

زبان و بیان پر قابو رکھنا ضروری ہے۔ فحوائے کلام اللہ

﴿وَلَا تَسُبُّوا الدِّينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

آپ کا تنقیدی اسلوب حکمت، موعظت اور جدال

بالتی ہی احسن سے مزین ہے اور انہی عناصر ثلاثہ سے آپ کا جوہر بیان مرکب ہے۔ بلاشبہ آپ مخالفین پر قلمی وار کرتے ہیں اور ایسے دلائل و براہین پیش کرتے ہیں کہ ان کا نااطقہ بند ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ نے اس کے لیے ایک حد کھینچ رکھی ہے اور اس سے کبھی تجاوز نہیں کرتے۔ مولانا سلفیؒ کی سوانح نگار محترمہ سعدیہ ارشد لکھتی ہیں:

”مولانا اصحاب الرائے اور تقلید جاد کے خلاف

بے باک نقاد ہیں مگر تنقید اس انداز سے کرتے

ہیں کہ فریق مخالف برامانے کی بجائے قائل

ہو جاتا ہے۔ اپنی تحریروں میں مولانا قاری کو قائل

کر لیتے ہیں کہ حقیقت تک پہنچنے اور سچائی حاصل

کرنے کا واحد ذریعہ تحقیق ہے نہ کہ تقلید۔ اختصار

ان کے بیان میں بڑا حسن پیدا کرتا ہے۔ وہ بے

ضرورت جزئیات کو ہمیشہ نظر انداز کر دیتے ہیں۔

بعض علماء کی تحریروں میں سوقیانہ الفاظ و فقرے

ملتے ہیں مگر مولانا سلفیؒ رحمہ اللہ کی تحریروں میں

متانت اور وقار ہے۔ طنز و تریض کی بجائے مزاح

مولانا اسماعیل سلفیؒ (۱۸۹۵-۱۹۶۸) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ صحافت، خطابت، درس و تدریس، تصنیف و تالیف کے مختلف النوع میدانوں میں جو عظیم علمی ورثہ انہوں نے چھوڑا ہے وہ قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔ تقسیم ہند کے بعد جماعت اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو پاکستان میں آپ نے جماعت اہل حدیث کی شیرازہ بندی کی اور جمعیت میں نئی روح پھونک دی۔ جس کے نتیجے میں وہاں جمعیت کا کھویا ہوا وقار بحال ہوا اور کتاب و سنت کی دعوت کا کام پھر سے رواں دواں ہو گیا۔ بیسویں صدی کے وسط میں فتنہ انکار حدیث پروان چڑھنے لگا۔ احادیث مبارکہ پر ڈاکہ زنی کی مذموم کوششیں کی جانے لگیں۔ انکار حدیث جس کی اب تک چور دروازوں سے صدا آرہی تھی اب کھلم کھلا اور علی الاعلان اپنی موجودگی کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ ایک طرف جہاں احادیث مبارکہ کے ذخیرے پر بے اعتمادی دکھائی گئی وہیں ان علماء وائمہ کو بھی جرح و نقد اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا جن کی جہود و عظیمہ اور مساعی جلیلہ کے سبب فرمودات نبوی والہی بحفاظت ہم تک پہنچے۔ حضرت ابو ہریرہؓ، امام طبری، امام بخاری، امام ابن جریر، ابن شہاب زہری وغیرہ اساطین علم و فن کی شخصیات پر کچھڑ اچھالنے کی سعی مذموم ہوئی۔

ایسے نازک وقت میں جب کہ استخفاف حدیث کی تحریک زوروں پر تھی حضرت مولانا اسماعیل سلفی صاحب انکار حدیث اور سرچشمہ حدیث کے درمیان دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور احادیث مبارکہ پر دست درازی کرنے والے قلموں اور زبانوں کو اپنے علمی مناقشہ سے خاموش کر دیا۔ تحریری طور پر بھی آپ نے سنت کا دفاع کیا اور تقاریر کے ذریعہ بھی منکرین حدیث کے شبہات کا انتہائی مؤثر ازالہ فرمایا۔ آپ کو دیکھ کر دوسرے علماء نے بھی اس فتنہ کو فرو کرنے کی کد و کاوش کی۔ دفاع عن الحدیث کے علاوہ اکابر، آداب، عقائد وغیرہ پر بھی آپ

شہاب زہریؒ وغیرہ کو قلمی طعن کا نشانہ بنایا اور ان پر خوب جرح و لغد کی۔ مولانا اسماعیل صاحب نے ”واقعہ افک کے متعلق نئی ترمیمی ریسرچ“ کے عنوان سے ترمیمی عمادی کے افکار کا بھرپور رد فرمایا۔ مذکورہ مقالہ میں لکھتے ہیں:

”عمادی صاحب نے اس مضمون میں ائمہ حدیث کو خبیث، منافق، بے دین، بے نماز، بہتان تراش، چالاک، دضاع، کذاب، خبیث النفس، وغیرہ قسم کی گالیاں دی ہیں۔ اگر قصاص لیا گیا تو آپ کو تکلیف ہوگی۔ قلم سب کے ہاتھ میں ہے۔ عمادی صاحب نے بعض معاملات کے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے ائمہ حدیث کو بے ایمان، خبیث، چالاک، خبیث النفس تک کہا ہے۔ حالانکہ یہ الفاظ کا تنوع ہے۔ محدثین حسب ضرورت مواقع احادیث مختصراً مفصل بیان فرما دیتے ہیں۔ اہل فن اسے سمجھتے ہیں، جاہل اور نادان واقف اس سے بعض وقت پریشان ہوتا ہے۔“ (مقالات حدیث: ص ۵۱۲)

مولانا مودودیؒ مولانا اصلاحی اور دیگر علماء کے مضامین کا اپنے علمی مناقشہ سے تعاقب کے بعد تحریر کرتے ہیں: ”ان گذارشات کو یہاں ختم کرتے ہوئے طویل سمع خراشی کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ انتہائی اختصار کے باوجود گذارشات خاصی طویل ہو گئی ہیں اور مکرر گذارش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میرے دل میں دونوں بزرگوں کے لیے پورا احترام ہے لیکن میں نے اپنے مسلک کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی لفظ آپ حضرات کی شان کے خلاف ہو تو بصمیم قلب اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ لیکن اپنے مسلک کو کسی مصلحت پر قربان کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ واما حب لیلیٰ فلا أتوب۔“ (حجت حدیث: ص ۱۵۹)

”فتاویٰ سلفیہ“ کے نام سے مولانا مرحوم کے مختلف فتوؤں کو جمع کیا گیا ہے جس میں ایک طرف آں موصوف کے تجر علمی اور فکری بصیرت کا پتہ چلتا ہے وہیں آپ کے انداز تحریر کی انفرادیت بھی سامنے آتی ہے۔ ان فتاویٰ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کتابی شکل میں لاہور سے اس کی طباعت ہوئی اور اس کے نسخے ہندوستان پہنچے تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور دینی علمی حلقوں میں کافی پذیرائی ہوئی۔ مزید برآں اس کی

از مرگ حیات بالکل دنیوی اور جسمانی ہے۔ چنانچہ معروف حنفی عالم مولانا حسین احمد دینی لکھتے ہیں:

”آپ ﷺ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت وجہ سے اس سے قوی تر۔“ (مکاتیب: ج ۱ ص ۱۳۰۔ بحوالہ تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی: ص ۱۳۰)

علمائے احناف کا یہ ”انکشاف“ جب منظر عام پر آیا تو اس کے انسداد کے لیے مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ میدان میں اترے اور نہایت ہی بے باکانہ مگر شائستہ طرز تحریر اختیار کرتے ہوئے کتاب وسنت کی روشنی میں اس نظریہ کی تردید فرمائی۔ اس مسئلہ پر مولانا نے ”الادلۃ القویۃ علی ان حیاۃ النبی ﷺ فی القبر لیست بدنیویۃ“ نامی کتاب لکھ کر اس باطل فکر کا قلع قمع کر دیا۔ مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں:

”عنوان اور تعبیرات کی تبدیلی سے حقائق تو نہیں بدل سکتے۔ مولانا حسین احمد کی جلالت قدر مولانا نانوتوی کی غزارت علمی اور شیخ عبدالحق کی سادگی اس حقیقت کو نہیں بدل سکتی جس کا اقرار قرآن حکیم نے محکم آیات میں فرمایا ہے اور صحابہ نے اس پر اجماع فرمایا ہو۔“ (ص ۲۵)

کتاب ہذا کے اواخر میں ”میری گذارشات“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

”حضرات اکابر دیوبند کے علمی احترام کے وسیع اثر نے مجبور کیا کہ ان کے ارشادات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تاکہ طلباء علمی تنقید اور بحث و نظر کی عادت سیکھیں۔“ (ص ۵۳)

ان گذارشات کا مختلف حلقوں میں عجیب اثر ہوا۔ بعض حلقوں نے اسے بے حد پسند کیا، یہ ایک ضرورت تھی۔ اس وقت تک پاک و ہند کے کئی جرائد میں وہ مضمون شائع ہو رہا ہے۔ بعض حلقوں نے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اسے حضرات اکابر دیوبند کی بے ادبی پر محمول فرمایا۔ ”اعاذنی اللہ من ذلک“

مولانا ترمیمی عمادی میدان انکار حدیث کے اہم شہسوار مانے جاتے ہیں آپ کے عتاب قلم سے بھی احادیث صحیحہ کا ایک حصہ محفوظ نہ رہ سکا۔ چنانچہ خود ساختہ تحقیق و تفتیش اور جانچ پڑتال کے بعد ”واقعہ افک“، ”امام بغدادی“، ”ابن

اور امام رازی سے ہے۔ یہ جواب ”راوی کو جھوٹا کہنا نبی کو جھوٹا کہنے سے بہتر ہے“ بے حد سطحی ہے۔ نبی کو جھوٹا کہنا تو کفر ہے۔ بخاری کو صحیح ماننے والے نبی کو جھوٹا کیسے کہہ سکتے ہیں؟ بخاری کا تمام تر انصاف نبوت کی صداقت اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی صداقت پر ہے۔ مولانا مودودی کے رہوار قلم کی جولانیوں کا میدان دوسرا ہے۔ جب بھی وہ اپنا میدان چھوڑ کر تفسیر اور فقہ المحدث کے مرغزاروں کا رخ فرماتے ہیں ان کا قلم ٹھوکرین کھانا شروع کر دیتا ہے۔ مولانا سے گذارش ہے کہ وہ ان راہوں سے اگر کترا کر گذر جائیں تو نہ ان کے مقام کی رفعتوں میں فرق آئے گا اور نہ ہی ان کے ادب و احترام کو نئے پیمانوں سے ٹاپنا پڑے گا۔“ (مقالات حدیث: ص ۲۰۲-۲۰۳)

منکرین حدیث نے جس طرح احادیث نبویہ پر کچھڑا اچھالنے کی کوشش کی تھی اس نے مولانا مرحوم کو کچھ بھڑ کر رکھ دیا تھا۔ ظاہر بات ہے کہ ایک سچا مسلمان اور عامل الحدیث اس بات کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس علم و فن کو تختہ مشق بنایا جائے جس کے لیے علمائے امت نے اتنی تک و دو کی ہے کہ کسی اور علم و فن کی راہ میں اس قدر مشقت نہ کبھی ہوئی اور نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ دفاع عن الحدیث کی راہ میں مولانا سلفی رحمہ اللہ کا قلم البتہ کہیں سخت ہوا لیکن وہ اس سطح سے نیچے نہیں اترے جس پر مخالفین ان کو لانا چاہتے تھے۔ مولانا کو اس کا احساس تھا، لکھتے ہیں:

”ان طویل گذارشات میں مجھے اعتراف ہے کہ میرا لہجہ بعض جگہ سخت ہو گیا ہے اور آج کل کے عربی اور منافقانہ اعتدال سے الگ رہا ہوں۔ میں نے منکرین حدیث کی دیانت پر شبہ کیا اور میں اسے اپنا حق سمجھتا ہوں“ تنقید ائمہ حدیث کی محبوب ترین ایجاد ہے اور اس کا بے خطر استعمال فن کی امانت ہے اور ہم خدام حدیث بحمد اللہ تنقید سے نہیں گھبراتے، لیکن ائمہ حدیث اور خدام فن کی بے ادبی اور محض ظن و تخمین کی بنا پر تہمت تراشی اور الزام نہ فن کی خدمت ہے نہ علمی مشغلہ۔“ (مقالات حدیث: ص ۳۸۴)

اسی دوران اکابر دیوبند نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر بحث چھیڑی اور بریلوی حضرات کی ہمنوائی کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نبی کریم ﷺ کی بعد



یادِ رشکان

## کلماتِ صبر بر سانحہ ارتحال مولانا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

کاوش نگر..... غمزدہ جناب مولانا عبدالرحمن عاصم۔ میاں چنوں

آج آیا کل کو جائے باندھتا سامان ہے  
اس کو ہوتا ہی نہیں لاحق کبھی خلجان ہے  
زندگی یوں کر بسر کر چاہتا فوزان ہے  
راہِ عقبی ہو گئی اس کے لیے آسان ہے  
جس نے دیں یہ خوبیاں وہ ذات ہی رحمان ہے  
صدمہ اُن کے واسطے سہنا یہ کب آسان ہے  
ہے گواہی دیتا اِس کی اُس کا دسترخوان ہے  
زندہ رکھیں گے اسے جو بھی ملا فیضان ہے  
کارنامے کر گیا کیسے وہ عالی شان ہے  
اس پہ شاہد اس علاقے کا تو ہر انسان ہے  
اس کی ساری زندگی اس بات کا اعلان ہے  
وہ فروغِ دین کا کرتا گیا سامان ہے  
ایسے لوگوں کا لو دیکھو ہو رہا فقدان ہے  
اس کے بھرنے کا نظر آتا نہیں امکان ہے  
جانِ محفل جا چکا ہے گلستاں ویران ہے  
بن گیا خلد بریں کا لو وہ اب مہمان ہے  
ڈھونڈنے سے مل سکے گا ایسا کب ذیشان ہے  
ہوں عمل پیرا اسی پر رب کا یہ فرمان ہے  
دل سے ہر اک مانگتا اس کے لیے غفران ہے  
تو ہے غافر یا الہی تو بڑا منان ہے

آدمی کا کیا بھروسہ یہ تو اک مہمان ہے  
ہے وہ دانا جو بٹھالے یہ حقیقت ذہن میں  
تو مسافر کی طرح رہ اس سرائے دہر میں  
چل بسا وہ نیک نُو جو بندہ رحمان تھا  
تھا وہ چلتا پھرتا اک پیکرِ حسین اخلاق کا  
اس کی زوجہ اس کی اولادیں عزیز واقربا  
وہ سراپا تھا سخاوت اور بڑا مہمان نواز  
اپنے والد کی روایت یہ نبھائیں گے عزیز  
وہ جیا جب تک رفاہِ عام ہی کرتا رہا  
وہ کہاں رکھتا روا تھا اپنے بیگانے کا فرق  
علم پرور، علم کا شیدا، انوکھا دیدہ ور  
دین حقہ کے وہ دریا کا شناور نیمثال  
ایک اک کر کے ہیں نیکوکار رخصت ہو رہے  
ان کے جانے سے جو پیدا ہو گیا ہے اب خلا  
ہو گئی سونی ہے محفل میر محفل چل بسا  
لوٹ کر آنے کا اس کے اب کوئی امکان نہیں  
یادِ اس کی دم بدم اب خوں رلائے گی ہمیں  
صبر کی دولت سے مالا مال ہو اہلِ وعیال  
سب عزیز واقربا ہیں اب سراپا سوگوار  
لغزشیں اس کی مٹا اور نیکیوں کو کر قبول

عاصم عاصی دعا گو ہے جو بھائی کے لیے

ہے فقط تیری عطا تیرا ہی یہ احسان ہے

طلب اتنی زیادہ ہو گئی کہ اس کے کئی ایڈیشن شائع کرنے پڑے۔ ”فتاویٰ سلفیہ“ کے مقدمہ میں مولانا محمد اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مذکور کی خصوصیات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ فتاویٰ گونا گوں محاسن اور نواع بنوع رنگ و بو سے مرصع ہیں۔ ایک طرف ان میں دینی پیچیدہ مسائل کو کتاب و سنت کی روشنی میں عالمانہ و مجتہدانہ انداز میں حل کیا گیا ہے اور بیشتر مسائل کے پس منظر بیان کر کے اصل صورت مسئلہ کا تحقیقی جواب دیا گیا ہے۔ دوسری طرف معاصر فرقوں اور تحریکوں کی جانب سے سلفی فکر و مسلک پر ہونے والے حملوں کے دفاع کی بنجیدہ کوشش کی گئی ہے۔ ان فتاویٰ کی ایک انفرادی شان یہ ہے کہ طرز نگارش شگفتہ اور ادیبانہ ہے، عام فتاویٰ کے خشک اور تقشفانہ لب و لہجہ سے جداگانہ ان میں ادب لطیف و ظریف اور انشاء پر دازی کی جھلکیوں نے فنِ افتاء کو ایک فصیحانہ اسلوب عطا کیا ہے۔“

(مقدمہ فتاویٰ سلفیہ، ص: ۱۳)

مولانا سلفی رحمہ اللہ ایک جید عالم دین تھے۔ ایک عالم کا کیا مقام و مرتبہ ہے آپ کو اس کا بخوبی اندازہ تھا۔ چنانچہ آپ نے زبان و قلم سے بیش بہا دینی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ معاصر علما کا مناقشہ کیا مگر اس خوش اسلوبی، شائستگی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا کہ مخالفین بھی آپ کے حسن اخلاق کے قائل ہو گئے اور آپ کی عزارت علمی کو تسلیم کیا۔ آپ کی اخلاقی بلندی کی صداقت کے لیے ایک واقعہ کا ذکر کر کے ہم اس تحریر کا اختتام کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ حاجیوں کو رخصت کرنے کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ اسٹیشن کے بالا میدان میں جماعت کرانے لگے تو ایک بوڑھے نے کہا کہ میری نماز آپ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ آپ نے رومال اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پیچھے ہٹ گئے اور کہا باباجی! آپ جماعت کرائیں میری نماز آپ کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ وہ بوڑھا شرمندہ ہو گیا اور معافی مانگی اور پھر اصرار کر کے حضرت کی اقتدا میں جماعت ادا کی۔ (مقالات حدیث، ص: ۶۵)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ مولانا سلفی مرحوم کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا کرے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

فکر آخرت جیسے امور کی جانب متوجہ فرمایا وہاں صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت اولاد کو بھی لازمی امر قرار دیا ہے۔ اولاد انسان کا اصل سرمایہ ہے جس کی جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی ضروری ہے۔ روحانی تربیت ہی انسان کی اصل فضیلت ہے ورنہ جسمانی اعتبار سے تو جانور بھی اپنے بچے پال ہی لیتے ہیں۔

عصر حاضر میں پوری دنیا کا میڈیا اور دیگر ادارے اس سنگ و تاب میں لگے ہوئے ہیں کہ جیسے بھی ممکن ہو مسلمانوں کو اپنا ذہنی غلام بنایا جائے اور ان کی نئی نسل کو اپنے کلچر میں مکمل طور پر رنگ لیا جائے۔ ان کے قلوب و اذہان سے مسلمانیت کے نقوش حرف غلط کی طرح مٹا دیے جائیں۔ ان سے ان کا تشخص چھین کر درمیانی سی کوئی ایسی مخلوق بنادیا جائے جسے اپنے قبول کریں نہ بیگانے۔ ٹی وی، ڈش، لیپ ٹاپ، انٹرنیٹ، کیبل نیٹ ورک سسٹم، اور انگلش میڈیم سکولز کے ذریعے مسلم نمائندگی تیار کیے جائیں جو ہنس ہوں نہ کوئے۔

اس سلسلے میں انگلش میڈیم سکولز تباہ کن ہتھیار کے طور پر ذمہ داری نباہ رہے ہیں۔ جو قائم تو اکثر مسلمانوں نے کیے ہوتے ہیں مگر ان کی ذہن سازی میں صلیبی درندوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ انگریزی زبان کی آڑ میں انگریزی ثقافت پرورش پا رہی ہوتی ہے۔ ان سکولوں کا جال پوری دنیا میں بالعموم اور اسلامی ممالک میں بالخصوص پھیلا ہوا ہے۔ یہ سکولز آج کل سب سے زیادہ مسلمان بچوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ یہ انگریزی زبان کی ثقافت ہے کہ بچہ گھر آکے ایک دو انگریزی زبان کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ بول دے، ماما، پاپا، انکل، ڈیڈی، آئی، وغیرہ تو ماں باپ خوشی سے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں۔ یہی بچہ جب جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھتا ہے تو اسے گھر کا خیال ہوتا ہے نہ والدین کی فکر، اس کے دل و دماغ پر محبت کا خمار اور بخار چھایا ہوتا ہے۔

اسلامی ماحول سے نکل کر جس چاؤ اور چاہت کے ساتھ بچوں کو انگلش سکولز اور اس طرح کے دیگر اداروں میں دھکیل دیا جاتا ہے وہ ماں باپ کے لیے نام نہاد معاشرتی افتخار تو بن جاتا ہے مگر انہیں سچی تہذیب اور اسلامی اقدار سے بڑی حد تک محروم کر دیتا ہے۔ بچپن کی تعلیم بڑھاپے تک اثر انداز ہوتی ہے۔ وقت گزرتا ہے بچے بڑے ہوتے ہیں والدین بڑھاپے کو پہنچ جاتے ہیں پھر وہ بچے جنہیں والدین نے بڑے پیار سے انگریزی تہذیب و تعلیم سے

## کتاب بدل گیا ہے تیری انجمن کا رنگ

جناب مولانا عدیل احمد آزاد

خاص مفہوم رکھتی ہے۔ یہ منہج اور ضابطہ دیگر ادیان و مذاہب سے بالکل جدا گانہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾  
(التحریم: ۶)

”ایمان والو! خود کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔“  
آتش جہنم سے بچاؤ تب ہی ممکن ہوگا جب نسل نو کی تعلیم و تربیت میں صحیح اسلامی اصولوں کو زندہ رکھا جائے گا۔ بچے کی کردار سازی میں مرکزی کردار ماں باپ کا ہوتا ہے۔ بچے ماں باپ کی خوشیوں، شادمانیوں اور مسرتوں بھرے گلشن کے پھول ہوتے ہیں، لہلہاتے، مسکراتے، گنگناتے، چہچہاتے، شاداب غنچے ہوتے ہیں۔ ان کی آبیاری اور ہمہ وقت آباد کاری، نگرانی اور ہمہ جہت باغبانی کرنا والدین کا فرض منصبی ہے۔ بالکل ایسے جیسے ایک باغبان باغ کے بیڑوں، پودوں اور پھولوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ان کی نزاکت و رعنائی، زیبائش و دلیربائی کو بچانے کے لیے ہر جتن کرتا ہے مگر ایک سچا مسلمان اس سے بڑھ کر اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے تاکہ وہ دنیا میں بھی مایہ مسلم بن کر جی سکیں اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے حقدار ٹھہریں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

[كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ مَسْئُولٌ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ] (صحیح

البخاری: ۱۹۲۴)

”تم سب کے سب ذمہ دار ہو تم سب سے تمہاری رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ہر مرد سے اس کے بیوی بچوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔“

نیک، صالح اور پاکدامن معاشرے کا قیام شریعت مطہرہ کا اہم ترین مقصد ہے۔ جہاں شریعت نے تقویٰ، طہارت، عمدہ اخلاق، ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور

پچھلے دنوں ہم ماڈل ٹاؤن لاہور کے ایک بڑے سنور میں موجود تھے، کاؤنٹر پر ایک خاتون اور اس کے ساتھ آٹھ سال کا بچہ بھی کھڑے تھے بچہ کسی چیز کی ضد کر رہا تھا اور خاتون ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی۔ مجھے جس بات نے حیران کیا وہ یہ تھی کہ خاتون جب دکاندار سے بات کرتی تو اردو بولتی اور جب اپنے بیٹے کو مخاطب کرتی تو انگریزی میں بات کرتی۔ اتنے میں اُس کا خاندان بھی آگیا اور آتے ہی بیوی کو ڈانٹنے لگا: بچے کی طرف اشارہ کر کے بولا: ”کتنی مرتبہ سمجھایا ہے کہ اسے عام لوگوں میں مت لایا کرو! اس کے سامنے انگلش کے علاوہ دوسری کوئی زبان مت بولا کرو! اس سے بچے کی تعلیم و تربیت پر برا اثر پڑتا ہے۔“ وغیرہ

مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ اردو بولنے اور سننے سے بچے کی تربیت اور تعلیم پر برا اثر پڑتا ہے۔ آغا شورش کاشمیری نے کہا تھا ”اردو میں کائنات سما جانے کا حوصلہ ہے۔“ اس میں دورائے نہیں ہو سکتیں کہ اردو زبان و ادب نے ایسے ایسے ہیرے تراشے جن سے علوم و فنون کی پیشانی ہمیشہ دکھتی رہے گی اور تاریخ انسانی ان کے گن گاتی رہے گی۔ ”تو کی جانیں بھولے جے انا رکلی دیاں شانان“ (بھولی بھینس تجھے کیا معلوم کہ انا رکلی کا مرتبہ کیا ہے۔) بھینس اگر سوچ سکتی تو رونا کس بات کا تھا؟

بچے والدین کے لیے فطرت اور قدرت کا سب سے بڑا انعام ہیں۔ یہ ایک فطری چیز ہے کہ والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں بہت تمنائیں وابستہ رکھتے ہیں۔ اولاد اگر علم کے زیور سے آراستہ ہو تو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور بن جاتی ہے۔ دنیا کے ہر مذہب اور معاشرے میں بچوں کی نگہداشت، تعلیم و تربیت کا بڑا ہی قوی احساس پایا جاتا ہے جبکہ اسلام اسے فرضیت کے درجے میں شمار کرتا ہے۔ کیونکہ اولاد اگر علم و آگہی سے محروم رہ جائے تو والدین کے لیے جیتے جی مستقل عذاب بن جاتی ہے۔

اسلام ماں کی گود سے قبر کے گڑھے تک مکمل دستور تربیت فراہم کرتا ہے جس میں بچوں کی کردار سازی ایک



آراستہ کیا تھا ان والدین کو اٹھا کر ”اولد ہاؤسز“ میں پھینک دیتے ہیں جہاں وہ اپنی موت کو بھی ترستے رہتے ہیں۔ عمر جتنا بہت آسان ہے مگر باوقار طریقے سے زندہ رہنا ذرا مشکل کام ہے اور یہی اصل چیلنج بھی ہے۔

موت سے کس کو مفر ہے مگر انسانوں کو پہلے جینے کا سلیقہ تو سکھایا جائے

(احمد ندیم قاسمی)

ماں کی آغوش بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے مگر آج کل کی ماؤں کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ اپنے بچوں کو پیار بھری نگاہ سے دیکھ بھی سکیں۔ اس صنعتی اور روشن خیال دور کی چکا چونڈ نے بچے سے ماں کی گود چھین لی ہے۔ آج کی ماں کو دفتر، پارٹیز، اور فکشنز سے وقت ہی نہیں ملتا۔ ان کی اسی ضرورت نے ”ڈے کیئر سینٹرز“ کو رواج دے رکھا ہے جہاں انہیں ماں کی قربت سے جدا کر کے دوسری خواتین کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو لاکھ کوشش کے باوجود بھی متا کا متبادل فراہم نہیں کر سکتیں۔

والد کا کردار اور توجہ بھی بچے کی بنیادی ضرورت اور اساسی حق ہے۔ کاروباری مصروفیات، بزنس میٹنگز، اور دیگر مشاغل سے جان چھوٹے تو فرزند پر بھی نظر التفات ہو۔ پدرانہ شفقت کے ساتھ ساتھ بچے کے روز و شب سے آگاہی اور مناسب اصلاح والد کا فرض منصبی ہے۔ جس سے اغماض بچے کا مستقبل تاریک کر دیتا ہے اور باپ کی خوشیاں چھین لیتا ہے۔ تب وقت اور اختیار دونوں بے مروت ہو چکے ہوتے ہیں۔ بچپن میں والد کا ڈر خدا کے خوف سے زیادہ کارآمد ہوتا ہے۔ احساسِ نابالغ اور جہالت ہم رکاب ہوتی ہے رفتہ رفتہ اعضاء بھی نمو پاتے ہیں اور جہالت بھی جوان ہوتی ہے۔ فکر آوارہ اور خیالات گدلے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر انگلش میڈیم سکولز، اے لیول، او لیول کا نصاب۔ نو نہال بچے اور جدید الحادی کلچر کا تیزاب دنیا بھی تباہ اور آخرت بھی برباد۔

مادر پدر آزاد اداؤں کی نسل نے جہاں اسلامی اقدار کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے وہاں اخلاقی اعتبار سے بھی معاشرے کو مغرب زدہ کر کے رکھ دیا ہے جس کا مشاہدہ ہم اپنی ہر گلی محلہ گاؤں اور شہر میں کر سکتے ہیں۔ نوجوان ڈھیلی شرمیں اور گھٹنوں تک بے ڈھنگے ”کچھے“ پہن کر پھرتے ہیں۔ رات ڈیڑھ دو بجے تک فلمیں دیکھتے ہیں، میوزک سنتے اور تاش کھیلتے ہیں۔ دن گیارہ بجے تک بستر پر رہتے ہیں۔ لینے لینے چائے کی ”کلی“ کرتے ہیں۔ نواسی کو ”ایٹی ٹائمن“

بولتے ہیں۔ انگریزی رسالے اور بد اخلاقی پر مبنی کتابیں پڑھتے ہیں۔ برگر کھاتے ہیں اور چیری کی باتیں کرتے ہیں۔ فرینکفرٹ، پیرس، لندن، واشنگٹن اور نیویارک کا ذکر ایسے کرتے ہیں جیسے وہاں سب کی نانی ماں کا گھر ہے۔ باقاعدہ ”ویک اینڈ“ مناتے ہیں۔ ”کرسمس ڈے“ کے پروگرام میں جاتے ہیں۔ ”اپریل فول“ کو عبادت سمجھتے ہیں۔

قصہ مختصر! مغربی نظامِ تعلیم سے مرعوب، یورپی ثقافت کے دلدادہ نوجوان اپنا دینی اخلاقی اور علاقائی تشخص کھو چکے ہیں۔ آج کے نوجوان کو دولت، عورت، شہرت، ثبوت اور شراب کی ”لت“ لگ چکی ہے۔ جوانی کے جوش میں لاکھوں گناہوں کا ارتکاب کرنے والا جوان رعنا، بھول بیٹھا ہے کہ خدا کو منانے کی عمر ہی جوانی ہے۔

انگریزی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے اعلیٰ ڈگریاں تو حاصل کر لیں لیکن دین و ایمان کے بارے میں ذرا بھی نہ سوچا۔ عارضی اور فانی زندگی اُخروی اور ابدی حیات پر فوقیت پا گئی۔ افکار اور خیالات بدنی راحت کے اسباب تلاش کرنے لگے۔ جہود و موسمی ظاہری بوڈو باش تک محدود ہو گئی۔ چہرے نکھرتے گئے اور دل ویران ہوتے گئے۔ لباس چست اور کردار سست پڑ گئے۔ ہم منتظر کس کے ہیں؟ وروڈیز رائیل یا صورتِ اسرافیل کے؟

جب آنکھیں نفس کی پسندیدہ چیزیں دیکھنے لگیں تو دل انجام سے اندھا ہو جاتا ہے اور نتیجہ ویسی ”آدھے تیزر آدھے بیز“ زندگی بھر اسلام سے شرماتے رہے جبکہ آخری رسومات مکمل ”فاتحہ خوانی“ کے ساتھ۔ حقائق سے آنکھیں چرانا تاریکی ہے اور تاریکی میں زندگی گزارنا ہلاکت ہے۔ آخر کب تک جینا ہے؟ بمشکل ساٹھ ستر برس؟ اور پھر ہاتھوں سے لگائی ہوئی گرہیں دانتوں سے بھی نہیں کھلیں گی۔ مغرب کی چکا چونڈ روشنیوں نے ہماری نوجوان نسل کو ایسے طریق سے اپنا حواری بنایا ہے کہ ”گھر کا چھوڑا نہ گھاٹ کا۔“ آج کا نوجوان سمجھتا ہے کہ عروج و کمال اور رفعت و جمال کی جتنی بھی دلکش اور مہذب راہیں ہیں ان کا منبع و مرکز محض یورپی اور مغربی تہذیب ہے۔ اسی تہذیب و ثقافت کا تربیت یافتہ نوجوان باپ کو ”ڈیڈی“ ماں کو ”ممی“ کہتا ہے۔ روپے اور دینار کو پونڈ اور ڈالر کے سامنے کھڑا کر کے دیکھتا ہے۔ چرچل، ہٹلر، نیولین اور جارج کو لیڈر مانتا ہے۔ رسل، برنارڈشا، کیٹس، کالرج اور نطاشے کو ”فیورٹ“ شاعر تسلیم کرتا ہے۔ جیکسن، راجر مور، آرنلڈ، سنون، میڈونا اور وینڈیم کو ہیرو قرار دیتا ہے۔ یہ ”پانچ اپیل“ کھاتا ہے

”سلاکس“ کا ناشتہ کرتا ہے، دن کو ”لنچ“ اور رات کو ”ڈنر“ کرتا ہے۔ شیمین اور ”جانی واکر“ کا ذکر خیر کرتا ہے۔ ”کانی“ لیتا ہے اور ”سوپ“ پیتا ہے۔ اسے پریشانی نہیں ”ڈپریشن“ ہوتی ہے۔ درد نہیں ”خین“ ہوتا ہے۔ رب نہیں ”گاڈ“ یاد آتا ہے۔ یہ خوش نہیں ہوتا ”انجوائے“ کرتا ہے۔ اسے دکھ نہیں ”اؤٹو“ ہوتا ہے۔ یہ سلام نہیں ”ہائے“ کرتا ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ صلاح الدین ایوبی کون تھا؟ طارق بن زیاد کس کا ہیرو ہے۔ شاہ اسماعیل اور سید احمد کن بھلے مانسوں کا نام ہے۔ محمد علی جوہر اور ظفر علی خان کس مٹی اور وطن کی آبرو تھے؟ اک فقط محمد علی جناح اور جناب اقبال سے رسم و راہ ہے۔ وہ بھی خیالی سی بے ربط سی بدمرہ سی۔ ”سطحی محبت عدم محبت سے زیادہ مضر ہوتی ہے۔“ اپنے ہی ماضی سے بے خبر نا آشنا اور اپنے ہی انجام سے انجان۔

پہلا سا التفات نہ پہلی سی سادگی ہے کتنا بدل گیا ہے تیری انجمن کا رنگ مجھے انگریزی زبان و ادب سے قطعاً اختلاف نہیں مگر زبان کی آڑ میں رائج کلچر اور اس کے فروغ پر شدید تحفظات ہیں۔ درحقیقت اس تہذیب و ثقافت نے نسل نو سے لازوال اور تابناک ماضی چھین لیا ہے۔ اس بھکارن نے اپنے گندے بدن کی آلودگیوں کے عوض پاکیزہ جوانیوں کو تاراج کیا ہے۔ مسلم نوجوان خوشبوؤں، محبتوں، الفتوں کا ذکر چھوڑ کر پستیوں کی راہ پر علمی انحطاط، فکری زوال ساتھ ساتھ اور نتیجہ قعر مذلت۔ تعلیم محض اے بی سی اور دعویٰ ”بھو ما دیگرے نیست۔“

ایسے نوجوانوں کے افکار میں ”رشدی ملعون“ معصوم اور ”اسرائیل“ حق بجانب ہے۔ ان کا خیال ہے کہ رحمت عالم ﷺ ”دی مسلم لیڈر“ قرآن کریم ”ہولی بک“ اور نماز ”یوگا“ ہے۔ جنازہ کی دعائیں نماز کا مسنون طریقہ والدین سے حسن سلوک ان کے لیے لغو اور بے فائدہ چیزیں ہیں۔ گھوم پھر کے کھانا جوتے پہن کے سونا کھڑے ہو کے پیشاب کرنا ان کا معمول زندگی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”سعدی“ کپڑا بیچنے والا تاجر ”اقبال“ کوئی مولوی شلوی ”غالب“ کوئی شاعر وائر ”فردوسی“ کوئی خاتون شاتون اور ”ابوالکلام آزاد“ کوئی کاتب شاتب ہوگا۔ یہ نوجوان بہنوئی کو ”جیاجی“ مشکل کو ”کھٹائی“ معانی کو ”شما“ خط کو ”پتر“ مبارک باد کو ”بدھائی“ وجہ کو ”کارن“ اور منظوری کو ”آشیر باد“ لکھ جاتے ہیں۔ انہیں دیوانی اور ہونی کی ساری رسمیں یاد ہوتی ہیں یہ سندور کو پوتر اور گلے کی زنجیر کو منگل سوتر

(اقبال)

حیرت تو یہ ہے کہ لڑکے لڑکیوں والے فیشن کرتے ہیں اور لڑکیاں لڑکوں والے۔ ”دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔“ جو کروں کا جو جم غیر لگا ہے اور مسخروں کا میلا سجا ہے۔ معاشرہ وہاں پہنچ چکا ہے جہاں مرد وزن کے اختلاط نے ہر دو کی شناخت کو محل نظر کر دیا ہے۔ غربت بسر ہو جاتی ہے مگر جہالت شرمندگی لاتی ہے۔ فرد کی ذلت اسی تک محدود رہتی ہے مگر قوم و ملت کی رسوائی جگہ ہنسائی کا سبب بنتی ہے۔ پاکستانی بچے مسلم نوجوان، نظریاتی لوگوں کی اولاد اور شوق جنس بدلنے کا کہاں سے سیکھا یہ سب کچھ؟؟!!

کچھ روز قبل ڈینس میں ایک دوست کے ہاں دعوت دیا جانا ہوا وہاں ایک صاحب نے ایک ایسا واقعہ سنایا جس پر

ہنسی بھی خوب آئی اور رونے کو بھی دل چاہا۔ ہوا کچھ یوں کہ  
ڈیفنس کے ایک معروف چوک سے ایک کار گزری جسے  
بڑے بڑے بالوں والی لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔ ننگا سر اور کمر  
تک لچکتے سنہری بال۔ جوں ہی گاڑی چوک سے گزری،  
وہاں کھڑے چند نوجوان اپنی گاڑی میں بیٹھے اور کار کا  
تغاقب کرنے لگے۔ جب آگے جاتی کار میں بیٹھی لڑکی کو  
احساس ہوا کہ کچھ لوگ اس کا پیچھا کر رہے ہیں تو وہ بیچاری  
گھبرا گئی۔ ہاتھ کار کے سٹیرنگک پہ پکپکانے لگے اور سانس  
پھولنے لگیں۔ تاہم اس نے کار کی رفتار قدرے بڑھالی اور  
جلدی سے اپنے محلے میں پہنچ گئی۔ تغاقب میں آنے والے  
لوگ بھی کب ملنے والے تھے۔ سو وہ بھی پیچھے پیچھے چلے  
آ رہے تھے مگر اب لڑکی کا گھر قریب آچکا تھا اور وہ خاصی  
مطمئن بھی تھی۔ اس نے اپنے گھر کے سامنے کار روکی، جبکہ  
پیچھا کرنے والے ”شیروں“ نے بھی ٹھکا سے گاڑی کار کے  
پیچھے لا کھڑی کی۔ ”تم سیر تو ہم سوا سیر“ لڑکی بھی کار سے  
باہر آگئی اور لڑکے بھی۔ ہنسی اور حیرت کی انتہا اس وقت نہ  
رہی جب لڑکی کے چہرے پہ نگاہ پڑی۔ وہ لمبے لمبے بالوں  
والی لڑکی نہیں بلکہ ”کلین شیو“ فیشن ایبل لڑکا تھا۔

دل کی نہ پوچھ معرکہ حسن و عشق میں

کیا جانے غریب کہاں کام آگیا

(ماہر القادری)

ان سب نوجوانوں کا تعلق پاکستان سے ہے، پاکستان میں پیدا ہوئے اور یہیں پلے بڑھے۔ اکثر نے امریکہ و یورپ کی شکل تک نہیں دیکھی اور نہ ہی کبھی واہگہ پار کیا۔ پھر کہاں سے سیکھ لیا یہ طرز تغافل؟ دین و اخلاق سے آنکھ مچولی؟ ظلم، غفلت اور معصیت کا ہنر؟

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

کیا عہد کم ظرف کی ہر بات گوارہ کر لی جائے؟ زندگی  
تنی بڑی غنیمت ہے کہ روشن خیالی اور جدت پسندی کے  
بدلے تاریخ اور مذہب گردی رکھ دیئے جائیں؟ شام و سحر کی  
تنگ و تاز فطرحرص و ہوس اور پیٹ کے تقاضے؟ قصور وار کو؟  
وہ ماں باپ جو اپنے بچوں ٹنڈو آدم‘ سمندری‘ لالہ  
‘موسی‘ چھانگا مانگا اور کبیر والا سے لاہور‘ کراچی اور اسلام آباد  
لے آئے اور پھر ان کے ہر جائز و ناجائز کو اچھا اور بہتر قرار  
دیا۔ پیسے کی ریل پیل ہوئی تو بچپن کی محرومیوں کی ”تلافی“  
شروع کر دی۔ ان کے ہاتھوں سے قاعدے اور سپارے  
لے کر انہیں آزاد انسان بنانے کی بنیاد رکھ دی۔ ڈانٹ ڈپٹ  
کو ”ہومن رائٹس“ کی خلاف ورزی سمجھ کے ترک کر دیا۔

ان کے ہاتھوں میں ”آکسفورڈ پریس“ کی کتابیں پکڑا دیں۔ انہیں ڈش، کیسل، لیپ ٹاپ اور انٹرنیٹ کا رسیا بنا دیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جس کلچر میں زیادہ لذت ہو وہ سادہ اور پینڈو ثقافت کو نگل جاتا ہے۔ لہذا آج ان کے بچے ان کے نہیں رہے۔ جارج، فلپ اور ایلزبتھ کے بچے بن چکے ہیں۔ پاکستان کے کم اور بھارت کے زیادہ رشتے دار لگتے ہیں۔ درحقیقت ہم اپنی نسلوں سے ایسی نسل پیدا کر چکے ہیں جو ہماری نہیں ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ نسل کسی کی بھی نہیں تو مبالغہ نہ ہو گا کہ ہنس کی چال چلنے والے کووں کو ہنس قبول کرتے ہیں نہ کوے۔

یہ مسئلہ اگر چند افراد کا ہوتا تو میں اسے ایک حادثہ سمجھ کے قبول کر لیتا مگر یہاں تو پورا وطن اس آگ میں جل رہا ہے۔ تمام چھوٹے بڑے شہروں میں پروان چڑھتی نسل انگاروں سے کھیل رہی ہے۔ اب ممبئی، نیویارک، لندن، لاہور، اسلام آباد اور ڈونگا بونگا کے رہن سہن رکھ رکھاؤ اور ادب و آداب میں کچھ زیادہ فرق نہیں رہا۔ اب آپ فورٹ عباس، شجاع آباد اور مرید کے میں بھی میڈونا، مائیکل جیکسن اور ہنری سنگھ کے گانے سن سکتے ہیں۔ ڈھیلی ٹرٹروں اور چھوٹے کچھوں میں ملبوس نوجوان دکھ سکتے ہیں۔ لمبے بالوں اور پٹھنی پتلونوں والی نسل کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ اس سارے قصبے میں سب سے زیادہ مجرمانہ کردار ان والدین کا ہے جنہوں نے اقبال کے شاہینوں کو گرگرس بنادیا۔ دنیاوی آسائش و آرام کے بدلے اخلاقی عادات اور اسلامی اقدار بہت دور دھکیل دیا۔ اتنا دور کہ اسلام انہیں اجنبی لگنے لگا ہے۔ بچہ ماں باپ کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اس کا پاکیزہ دل ایک قیمتی جوہر ہے۔ اسے جیسی عادت ڈالی جائے اور تعلیم دی جائے وہ اسی نچ پہ پروان چڑھتا ہے۔ مگر کیا کر جائے حرص و طمع کے بحر بیکراں کا۔ میرا بیٹا ڈاکٹر ہو انجینئر بنے، پائلٹ ہو جائے، جہان بھر کی دولت اس کی مٹھی میں ہو۔ دنیا بیت جاتی ہے دولت وارث لے جاتے ہیں اور آخرت؟ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن جب عقلیں گمراہ ہو جائیں، دلوں کو تالے لگ جائیں اور طبیعتیں مغمہ ہو جائیں تو انسانوں کی تباہی و تباہی دیتی دیتی انہیں ڈھونڈ ہی لیتی ہے۔

تیز رکھنا سر خار کو اے دشتِ دنوں  
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد



یاد رفتگان

## فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

تحریر: جناب عبدالغفار ریحان

۱۵/ شوال ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۰/ جنوری ۲۰۰۱ عیسوی بروز بدھ شام کے وقت یہ خبر عالم اسلام کے لیے انتہائی غمناک تھی کہ امت اسلامیہ کے حلیل القدر عالم الشیخ محمد بن صالح العثیمین وفات پا گئے ہیں اور ان کی نماز جنازہ کل بروز جمعرات بعد نماز عصر مسجد حرام میں ادا کی جائے گی۔ یہ خبر کیا تھی جیسے اہل ایمان اور اہل علم کے دلوں پر بجلی کوئنگی ہو آنکھوں سے جیسے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امت کے لیے سب سے عظیم نقصان علماء کا اٹھ جانا ہوتا ہے جو گمراہی اور تاریکی میں امت کے لیے رہنمائی اور روشنی کا کام دیتے ہیں۔ یہ نقصان گذشتہ چند سالوں سے امت کو مسلسل پہنچ رہا ہے۔ شیخ البانی، شیخ ابن باز اور شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہم اللہ کی وفات کا غم ابھی تازہ ہے۔ اللھم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیرا منها۔

شیخ عثیمین جب زندہ تھے تو جو نبی اعلان ہوتا کہ آج ان کا درس ہے تو دور دراز سے اہل علم اور طلباء حاضر مجلس ہوتے۔

آج بھی ان کی نماز جنازہ میں شمولیت کے لیے قافلہ در قافلہ لوگ مسجد حرام کی طرف رواں دواں تھے۔ غیر معمولی صورتحال سے نپٹنے کے لیے عام پولیس اور کمائڈو کے دستے مسجد حرام کے باہر اور اندر ہر جگہ تعینات تھے۔ جنازہ میں رش قابل دید تھا۔ انتظامیہ کے سارے انتظام بکھر گئے تھے۔ چونکہ اکثریت اہل علم اور طلباء کی تھی جو اپنے شیخ کی نماز جنازہ ادا کرنے آئے تھے، اس لیے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے سروں پر سرخ چادر تان دی ہو۔ نماز جنازہ امور حرمین کے چیئرمین جناب فضیلۃ الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل نے پڑھائی۔ سرکاری نمائندگی کے لیے وزیر داخلہ نائف بن عبد العزیز کے علاوہ کئی وزراء جنازہ میں شریک تھے۔ کثرت ازدحام کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے لوگوں کی زبانوں سے یہی نکل رہا تھا کہ علماء کی یہی شان ہوتی ہے۔ آج کا جنازہ دیکھ کر علامہ احسان الہی ظہیر مرحوم کے جنازہ کا منظر آنکھوں میں گھوم گیا۔ اس دن بھی مسجد نبوی کے اطراف میں اسی طرح رش تھا۔ آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں کی برسات میں آپ کو لحد میں اتارا گیا اور عدل قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی..... شاہی فرمان جاری ہوا کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی سمیت پورے سعودی عرب کی مساجد میں کل نماز جمعہ کے بعد آپ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ یوں تمام سعودی عرب میں خطباء نے اپنے خطبات میں شیخ مرحوم کے حوالے سے تعریفی کلمات کہے اور بعد نماز جمعہ آپ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة وتجاوز عن سبائنا ورفع درجاتہ وأسکنہ فسیح جناتہ۔

آپ کی ولادت صوبہ القصیم کے عزیزہ شہر میں ۲۷ رمضان ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۲/ جنوری ۱۹۱۷ء کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ کے علم و عمل کا صرف شہرہ ہی نہیں تھا بلکہ لوگ آپ کی کہی ہوئی بات کو تسلیم کرتے تھے۔ کتاب و سنت کے مسائل میں آپ کو سند مانتے تھے اور آپ کی طرف اپنے مسائل کے حل میں رجوع کرتے تھے۔ جنہی کتب فکر سے تعلق ہونے کے باوجود آپ کو تقلید سے شدید نفرت تھی اور ہمیشہ آپ کتاب و سنت کا اہتمام رکھتے۔ کتاب و سنت کے مطابق ہی مسئلہ بیان کرتے اور کتاب و سنت ہی کو اپنانے کی تلقین کرتے تھے۔ آپ درجہ اجتہاد پر فائز تھے اور مستقل مدرسہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ائمہ متقدمین کا حد درجہ احترام کرتے تھے اور جو لوگ محض تھوڑا علم پڑھ جانے کے بعد ائمہ متقدمین کی تنقیص اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان پر سخت تنقید کرتے تھے۔ کسی بھی مسئلہ پر دلائل مہیا کرنے میں آپ کو یہ خاص ملکہ حاصل تھا کہ عام واضح

دلائل کے ساتھ ساتھ ایسے دلائل بیان کرتے جو ہادی النظر میں عام آدمی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتے۔ یہ خوبی آپ کو دیگر علماء سے ممتاز رکھتی تھی۔ یہی خوبی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ جب بھی بات کرتے آپ کا لہجہ پر وقار ہوتا۔ ہمیشہ سادگی کو اختیار کیا۔ کبار علماء کی کمیٹی کے رکن، جامعہ الامام القصیم شاخ میں آپ استاذ اور عزیزہ کی بڑی جامع مسجد کے خطیب اور امام تھے۔ ڈاکٹر نہ ہونے کے باوجود کئی طلباء کو ڈاکٹریٹ کے درجہ سے نوازا۔ ریڈیو پر اکثر آپ کے پروگرام نشر ہوتے تھے۔ جدید نشریاتی وسائل کو اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ دعوت و تبلیغ کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ رمضان المبارک اور ایام حج میں عموماً لوگوں کی رہنمائی کے لیے حرمین شریفین میں وعظ و ارشاد اور سوال و جواب کی نشست ہوتی تھی۔ حکمرانوں پر پشت اعزاز سے تنقید بھی کرتے تھے مگر بدزبانی اور بغاوت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حکمرانوں کو بارہا آپ کے دروازے پر حاضر ہوتے دیکھا گیا ہے آپ عزیزہ میں ہی رہتے تھے بہت کم کسی اجلاس یا حرمین شریفین کی زیارت اور تبلیغی پروگرام کے لیے باہر جاتے تھے۔ عزیزہ شہر ریاض دار الحکومت سے تقریباً ساڑھے تین سو (۳۵۰) کلومیٹر ہے جہاں دنیا کی رنگینیاں عام نہیں پائی جاتیں۔ اس کے باوجود آپ کی شہرت پورے عالم اسلام پر محیط تھی، جیسے ہمارے استاذ الشیخ بدیع الدین شاہ راشدی حیدر آباد سندھ کے قریب ایک چھوٹے سے قصبہ نیو سعید آباد میں قیام پذیر تھے۔ مگر ان کے علم و عمل کی شہرت بھی چہار سو تھی۔ واقعی وہ شیخ العرب والعجم تھے جیسا کہ وہ اسی لقب سے ملقب تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ علم کی روشنی زبان و مکان کی پابندی نہیں ہوتی۔

فضیلۃ الشیخ عثیمین وقت کی پابندی کو بہت ملحوظ رکھتے تھے۔ طلباء کے لیے علم کے سوا کسی اور مشغلہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ طلباء کے لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کو انتہائی ترجیح دیتے تھے۔ اپنے اوپر کی جانے والی تنقید کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور لا ادری کہنے کی اخلاقی جرأت رکھتے تھے۔ امتحانی پرچہ جات میں بہت احتیاط کے ساتھ نمبر لگاتے۔ اگر کوئی طالب علم ایکچ



بادشاہ

# حاجی محمد حنیف رحمہ اللہ



جناب لانا  
محمد احسان الحق

(مدرس جامعہ محمدیہ لیاقت پور) نمائندہ پیغام نبی وی

کے علاوہ کسی اور کام کی طرف دعوت نہیں دیتا اور یہ کام تو انبیاء کا کام ہے اور جس نے بھی یہ دعوت دی ہے لوگ اس کا مقابلہ کرتے ہی ہیں۔ بہر حال ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قرآن کی تلاوت کرنے میں یا قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر پڑھنے میں لگن ہیں۔ گھر کے ساتھ ملحق مسجد میں خود امامت کرواتے تھے، آخری عمر میں رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں روزہ بھی رکھتے تھے۔ سات روزے رکھے اس کے بعد طبیعت خراب ہوئی اور ڈاکٹرز کے مشورہ پر آٹھواں روزہ افطار کر دیا۔ رات کے وقت طبیعت اور زیادہ خراب ہوئی ہسپتال لایا گیا تو وہاں پر دعا کرنے لگے: اے اللہ! میری دودعا میں قبول فرماتا کہ مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا اور مجھے بے نمازی کر کے نہ موت دینا۔ نواں روزہ رکھنے کے لیے طبیعت نے ساتھ نہ دیا نواں روزہ رکھنے کے بعد گھر والے نماز کے لیے اٹھ گئے دادا جان نے بھی وضو کیا اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد چارپائی کی طرف لپکے تو وہیں لیٹ گئے، گھر والوں نے دوڑ کے بلایا، آواز دی لیکن آواز کا جواب کی بجائے ہر کسی کے منہ سے ایک ہی آواز رہی تھی انا اللہ وانا الیہ راجعون، ان کی دعا کو اللہ نے قبول فرمایا کہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ذکر و اذکار کی مشغولیت میں داعی اجل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے موصوف علیہ الرحمۃ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ یہ اس مرد مجاہد کی زندگی کے آخری ایام اور آخری لمحات تھے اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنه۔ ان کی نیکی کا منہ بولتا ثبوت تھا سورج اپنی حدت میں اپنی مثال آپ تھا رمضان المبارک کا دسواں روزہ تھا گرمی کی شدت کے باوجود جنوبی پنجاب کے کونے کونے سے کثیر تعداد میں علماء و خطباء، قراء اور مذہبی لوگوں کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنماؤں نے ان کے جنازے میں درد دل سے شرکت کرنا اپنے لیے سعادت سمجھا اور لوگوں کا بحرِ نیکر اں تھا جو کہ جنازہ کی طرف امنڈتا آ رہا تھا۔ اور ہرزبان سے ان کی توحید کی گواہی مل رہی تھی کہ توحید کے اس غلبہ دار نے اس وقت علم توحید بلند کیا کہ جب یہ علاقہ شرک و بدعات کا گڑھ تھا۔ رسوم و رواج اور تقلید کا دور دورہ تھا۔ ہر ایک سیلاب کے سامنے توحید کا ایک ایسا باندھ باندھا کہ لوگ نہ صرف ان کی دعوت سے متاثر ہوئے بلکہ ان کی خدمات اور ان کی اولاد کی دین کی محبت اور لہجہ کی مثالیں بھی دے رہے تھے۔ افطاری سے تقریباً سوا گھنٹہ قبل ان کی نماز جنازہ معروف عالم دین حاجی محمد حنیف رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند حافظ محمد اسلم حنیف فاضل مدینہ یونیورسٹی نے انتہائی رقت آمیز انداز میں پڑھائی اور ان کو آمہوں، سسکیوں اور دعاؤں کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا، اللہ ان پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین!

طریقہ بھی امام الانبیاء سے ثابت ہو۔ اس بات کا سنا تھا کہ مولانا وہاں سے تتر بتر ہو گئے، اور حاجی صاحب موصوف علیہ الرحمۃ نے اپنی دعوت ہر اپنے و بیگانے کے سامنے رکھی لیکن سب سے پہلے ان کی مخالفت ان کے گھر سے اور ان کے بیٹوں نے کی رات گئے تک بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری و ساری رہتا، بالآخر اللہ رب کائنات نے حاجی صاحب موصوف کو دین کی حقیقت کی بناء پر غلبہ دیا اور ان کے گھر کے افراد اہل حدیث ہوئے پھر اللہ نے چند سالوں میں ان کے گھر کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمایا۔ اللہ کی توفیق سے حاجی محمد حنیف رحمہ اللہ کے بیٹے کو قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت سے مالا مال فرمایا اور وہی بیٹا اللہ کی توفیق سے قرآن حفظ کرنے کے بعد جامعہ دارالحدیث محمدیہ جلاپور سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے بعد جامعہ تعلیم الاسلام مامونہ انجن سے علوم اسلامیہ کا کورس مکمل کیا اور اللہ نے قسمت ایسی چمکائی اور ان کے والدین کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا کہ مدینہ الرسول میں علم حاصل کرنے کا موقع دیا۔ خوش بختی کی بات یہ ہے کہ جو شخص مقلدین کی صف میں پیش پیش تھا اس پر اللہ کا کرم یہ ہوا کہ تقلید کو چھوڑ کر حدیث رسول پر عمل پیرا ہونے کی برکات سے ایک طرف بیٹا مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے لگا اور دوسری طرف اللہ نے دوسرے بیٹے محمد سرور سلتی کو توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے اللہ کے گھر کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ دین کی تعلیم حاصل کرنا اور اللہ کے گھر کی تعمیر کرنا یقیناً والد گرامی کا صدقہ جاریہ ہے، جو زندگی میں بھی اور بعد از موت بھی جملہ احباب کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

زندگی کے شب و روز گزرتے ہوئے ان کو بارہا پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن اپنی پریشانی کا کسی سے اظہار نہ کرتے بلکہ اپنی ضروریات و حاجات صرف اور صرف اللہ کے سامنے پیش کیا کرتے۔ عمر کے جس حصہ میں بھی تھے لیکن توحید کی دعوت، نماز کی پابندی کی دعوت دینا ان کی زندگی کا سب سے بہترین مشغلہ تھا، جس میں وہ کسی اپنے بیگانے کا کوئی لحاظ نہ رکھتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میری تو دعوت اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانا ہے اس بات پر اگر کسی کو رنج و الم ہو تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کیونکہ مجھے اگر پروا ہے تو صرف اور صرف اللہ کی رضا کی پروا ہے۔ کیونکہ لوگوں کو اللہ کی رضا

جامعہ محمدیہ مرکز اہل حدیث لیاقت پور کے بانی مولانا محمد سرور سلتی رحمہ اللہ اور رئیس الجامعہ حافظ محمد اسلم حنیف حفظہ اللہ کے والد گرامی اور راقم الحروف کے دادا جان جو چک نمبر ۵ کے رہائشی تھے لیکن کون جانتا تھا کہ اس زمیندار گھرانے کا یہ فرد اللہ رب کائنات سے اپنا تعلق کس طرح اور کس نوعیت کا قائم کرے گا۔ اپنے بیٹوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے لیاقت پور کی اس وقت کی دینی درسگاہ میں داخل کروایا اور حفظ القرآن کی تکمیل کے بعد حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے محمد اسلم اور محمد ارشد کو دینی تعلیم کے لیے دارالحدیث محمدیہ جلاپور پیر والہ میں بھجوا دیا اور خود بھی ان بیٹوں کے ساتھ وہیں کلاس میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ زندگی میں انہوں نے حج بیت اللہ کی طرف سفر کا قصد کیا ان دنوں سفر حج کے لیے بحری جہاز کا سفر کیا جاتا تھا۔ موصوف نے وہ سفر طے کیا اور اپنی زندگی میں تبدیلی کرنے کے لیے انہوں نے بیت اللہ الحرام کا خلاف پکڑ کر اللہ سے بطور خاص دو دعائیں کیں، اے اللہ حقہ سے میری جان چھڑا دے، اور تیرے محبوب نبی کا جو راستہ (دین) ہے مجھے اور میری اولاد کو اس دین کا حقیقی پیروکار بنا دے۔ اللہ رب کائنات نے دونوں دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا۔ حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد وطن تشریف لائے تو اللہ رب کائنات نے جاء الحق و ذہق الباطل کی عملی تصویر بھی دکھا دی۔ وہی علماء اور امام جن کے بتلانے اور مسائل سے آگاہ کرنے پر عمل کیا کرتے تھے سب سے پہلے انہی سے گفتگو ہوئی۔ نماز فجر کا وقت تھا کہ باجماعت نماز کی موجودگی میں کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی، مولانا اس بات پرے بیٹھ پا ہو گئے کہ ہم امام صاحب کے مقلد ہیں جب کہ ہمارے آنے والے مہمان جو حج کی سعادت حاصل کر کے آئے انہوں نے ہماری مخالفت کرنا شروع کر دی ہے اور ساتھ ہی کہا کہ یہ حاجی صاحب حج نہیں کر کے آئے بلکہ اپنا ایمان اور اپنا مال لٹا کر آ گئے ہیں۔ لیکن حاجی صاحب موصوف نے کسی کی کسی بات کی کوئی پروا نہ کی اور لوگوں کو بتلایا کہ جس طریقے پر میں اور آپ عمل پیرا تھے وہ جہالت کا راستہ تھا اللہ نے مجھے اپنے دین کی سمجھ دی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دین صرف وہی ہو سکتا ہے جو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اور اللہ کے ہاں کام بھی وہی قابل قبول ہوگا جس کا

طب و صحت

برص ..... (پھلہری)

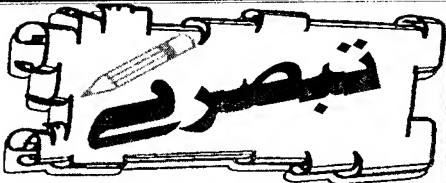
جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

جلد، جسم انسانی کی حفاظت ہی نہیں کرتی بلکہ خوبصورتی میں بھی جلد کا گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلد کو آئینہ صحت کہا جاتا ہے۔ خوبصورت جلد اور چہرہ ہمیشہ دلکشی کا باعث بنتا ہے۔ مردوں کی نسبت خواتین تو خصوصی طور پر اس طرف توجہ دیتی ہیں اور جلد خصوصاً چہرہ کو خوبصورت بنانے کے لیے مختلف قسم کی کریمیں اور لوشن استعمال کرتی ہیں۔ دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک امریکہ میں جلد کی آرائش و زیبائش کے لیے عوام سب سے زیادہ رقم خرچ کرتے ہیں۔

جلد جسم کے درجہ حرارت کو قائم رکھتی اور جسم کے فاسد مادوں کو خارج کرتی ہے۔ یہ اخراج مسامات سے پسینہ کے ذریعے ہوتا ہے۔ وٹامن ڈی جسم کے لیے بہت اہم ہے کیونکہ یہ جسم کی نشو و نما کرتی ہے۔ آپ دھوپ میں جائیں جلد وٹامن ڈی بنانا شروع کر دیتی ہے۔ مگر جلد کو جو امراض متاثر کرتے ہیں اور جلد کا حسن برباد کر کے رکھ دیتے ہیں ان میں برص (Leucoderma) سب سے زیادہ قابل ذکر ہے۔

اس مرض میں سطح جلد پر سفید دھبے نمودار ہو جاتے ہیں۔ اگر مناسب تدبیر نہ کی جائے تو یہ مکمل جلد کو اپنی پلیٹ میں لے لیتے ہیں۔ مریض نفسیاتی الجھن کا شکار ہو جاتا ہے اور معاشرتی زندگی بہت متاثر ہوتی ہے۔ خصوصاً خواتین کے لیے تو یہ ایک روگ بن جاتا ہے کیونکہ اس سے ان کے لیے متعدد معاشرتی مسائل جنم لیتے ہیں جو آگے چل کر احساس کمتری کا شکار کر دیتے ہیں۔ اگر ابتدا میں مناسب علاج معالجہ اور تدابیر اختیار کر لی جائیں تو اسے کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ اگر پوری جلد یا جلد کا بڑا حصہ متاثر ہو جائے تو کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

برص کے سفید دھبے جب شروع ہوتے ہیں تو ان کے ارد گرد Pigment سرنخی مائل نمودار ہوتے ہیں جو وقت گزرنے اور کوئی مناسب علاج معالجہ نہ کرنے کے باعث پورے جسم کو سفید کر دیتے ہیں۔ قدیم روایات کے مطابق اس مرض کا سبب مچھلی کھانے کے بعد دودھ پینا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مچھلی کی وہ قسم کون سی



نام کتاب: حج و عمرہ اور حرمین شریفین

مؤلف: چوہدری نور احمد نور

صفحات: ۱۱۸۔

ناشر: فاروق پبلشرز، گلی پیری والی، منہاس پورہ،

گوندلانووالہ روڈ، گوجرانوالہ

حج ارکان اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور یہ ہر اس شخص (مسلمان) پر فرض ہے جو مکہ مکرمہ پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ حج کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾

”حج کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں اور اس کے ساتھ ہی چند مخصوص دنوں میں اللہ کو یاد بھی کر لیا کریں۔“

حج و عمرہ کے بارے میں حدیث قدسی ہے: حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”حج و عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کیجیے۔ اس لیے کہ یہ دونوں افلاس وفاقہ اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھی لوہے چاندی اور سونے کے سیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔“ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد)

اس کتاب میں حج و عمرہ کے تمام مسائل و مناسک قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں مکہ اور مدینہ کے مقامات مقدسہ کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب حج و عمرہ کے بارے میں بڑی معلوماتی

ہے۔ تاہم جدید تحقیقات نے اس نقطہ نظر کی تردید کی ہے۔ اس حوالے سے یہ بات پیش نظر رہے کہ مشرق بعید کے بہت سے ممالک فلپائن، بنگلہ دیش میں مچھلی اہم غذا ہے اور وہاں کے لوگ مچھلی کے بعد دودھ کا استعمال کرتے ہیں مگر وہاں یہ مرض اتنا نہیں ہوتا۔

ماہرین طب کا خیال ہے کہ جلد کے اندر خاص قسم کے خلیے ایک رنگ دار مادہ سیلان پیدا کرتے ہیں جس سے جلد میں رنگت پیدا ہوتی ہے۔ جلد کے جس حصے کو سیلان کی مقدار پوری طرح نہ ملے وہ جگہ سفید ہو جاتی ہے۔ 40 فیصد مریضوں میں اس کی وجہ موروثی ہوتا ہے جبکہ بعض اطباء کے نزدیک یہ بعض جسمانی امراض کے باعث ہوتا ہے۔ مثلاً

ہے۔ جو مسلمان حج بیت اللہ اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ (مدیر) نام کتاب: رسول کریم ﷺ کا خاندان، از ولیدہ واولادہ

مؤلف: مولانا محمد اشرف جاوید

تبصرہ نگار: حافظ عبدالغفار رحمان

ناشر: مہمان اہل حدیث کھڑیا نوالہ۔ فیصل آباد

اہل بیت ﷺ سے محبت و عقیدت اور ان کی تعظیم و توقیر ایمان کی علامت ہے۔ جس طرح رسول مکرم ﷺ کی ذات گرامی تمام لوگوں سے ممتاز و منفرد ہے اسی طرح آپ کے اہل بیت بھی تمام قبائل و خاندان سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

بد قسمتی سے کچھ لوگوں نے اہل بیت میں سے بعض شخصیات کو خارج اور عامۃ المسلمین کو اپنے مرسومہ افراد اہل بیت سے متنفر باور کرایا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمان نبی کریم ﷺ کی ازواج و اولاد اور اصہار سمیت سبھی اہل بیت کو نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنے ایمان کا حصہ جانتے ہیں۔

جناب مولانا محمد اشرف جاوید صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس اہم موضوع کو اختصار کے ساتھ جامع انداز میں، سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مولانا کو عموماً تاریخ اہل حدیث سے خاص شغف ہے جس کا اظہان مفت روزہ اہل حدیث کی زینت بننے والے ان کے وہ مضامین ہیں جو وہ وقتاً فوقتاً قارئین کی نذر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ ان کے اس کتابچہ کو ان کے لیے ذریعہ نجات اور قارئین کے لیے معلومات کا خزانہ بنائے۔ آمین

غده در قیہ کے فصل میں سرگرمی یا سستی، خون کے اندر سفید خلیوں کی کمی یا خون کی کمی وغیرہ۔

اگرچہ اس مرض کی ابتدا چھوٹے چھوٹے سفید دھبوں سے ہوتی ہے لیکن آہستہ آہستہ پھیل کر ساری جلد کو اپنی پلیٹ میں لے لیتے ہیں۔ یہ سفید دھبے عموماً غشائے مخاطی اور جلد کے دو حصوں کے درمیان ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً ہونٹ یا نتھنے، آنکھ، مفاسل اور گردن کے پیچھے نمودار ہوتے ہیں، مقام ماؤف کے حصوں کے بال بھی سفید ہو جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سفید دھبے برص کے ہی ہوں۔ ان کی تشخیص کے لیے ضروری ہے کہ متاثرہ حصے پر سوئی چھوئی جائے تو وہاں سے سفید رطوبت برآمد ہوتی ہے جبکہ اگر یہ نشانات

## منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل..... خیرات میں جبہ و دستار نہیں ملتے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب ناظم اعلیٰ جناب مولانا محمد نعیم بٹ لاہور میں خطبہ جمعہ المبارک

۲۲ اگست کو خطبہ جمعہ المبارک کے اشتہارات پہلے ہی چھپ چکے تھے کہ مرکز ابو ہریرہؓ داروغہ والا لاہور میں سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان مولانا محمد نعیم بٹ ”پاکستان کیسے بنا اور کیسے بچے گا“ کے عنوان پر ارشاد فرمائیں گے۔ ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے نماز جمعہ کے بعد ایک بڑی ریلی ”استحکام پاکستان“ کا فیصلہ کیا گیا۔ لوگ کثرت سے جوق در جوق خطبہ جمعہ میں شریک ہوئے۔ حضرت بٹ صاحب کے منبر پر تشریف لانے سے پہلے ہی مسجد کا وسیع ہال تقریباً بھر چکا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسجد تنگی داماں کی شکایت کرنے لگی۔ گلی و بازار میں انسانوں کا ٹھانھیں مارتا ہوا سمندر نظر آنے لگا۔ خطبہ مسنونہ کے بعد مولانا محمد نعیم بٹ نے بڑے ہی احسن انداز میں پاکستان کیوں اور کیسے بنا؟ پر مدلل سیر حاصل گفتگو کی۔ سامعین بڑی ہی دلچسپی سے سن رہے تھے اور آنکھیں اشکبار تھیں۔ بالخصوص جب علماء اہل حدیث کی قربانیوں کا تذکرہ ہوا تو عوام زار و قطار رو رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے وطن عزیز سے وفا اور اس کے دفاع کے تقاضے بتلائے، اور غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر رقص کرنے والے ایک ملاں اور ایک مسٹر کی غیر اخلاقی، غیر پہنچائی، غیر آئینی اور غیر دستوری حرکات کی مذمت کی اور تفصیل سے بیان کیا کہ یہ تمام کھیل جو کہ غیر ملکی ایجنڈا ہے پاکستان کو نقصان پہنچائے گا۔ حضرت بٹ صاحب نے اعلان کیا کہ نماز جمعہ کے بعد کوئی بھی گھر نہیں جائے گا بلکہ سب ریلی میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ لوگ داروغہ والا چوک میں جمع ہو گئے۔ دیگر بہت سارے افراد نے بھی ریلی میں شرکت کو سعادت سمجھا اور ساتھ ہو لیے۔ ایک بڑے ٹرالے پر لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضرت بٹ صاحب اور حافظ محمد یونس آزاد صاحب نے ریلی کی قیادت کی جبکہ علاقہ کے دیگر کئی علماء بھی نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ چکے تھے۔ ایک جم غفیر تھا۔ نوجوان موٹر سائیکلوں، گاڑیوں پر سوار اور پیدل جوش و خروش سے نعرے لگا رہے تھے۔ بڑی تعداد

میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس کے جھنڈے ہر طرف لہرا رہے تھے۔ یہ ریلی چوک شالامار باغ پہنچنے تک ایک بڑے ریلے کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس اختتامی پوائنٹ پر حافظ شفیق الرحمن یزدانی، مولانا محمد مشتاق فاروقی، حاجی نوید رضوان بٹ، ملک اطہر فرمائش، حافظ عمر یونس کے علاوہ دیگر نے بھی خطاب کیا۔ حافظ محمد یونس آزاد نے کہا کہ اسلام آباد میں لاگت مارچ نہیں بلکہ تاج مارچ ہے اور تحریک انصاف کے کام دیکھ کر کہتا ہوں کہ ان کا نام تحریک نا انصاف ہونا چاہیے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم نا انصافی کے ہر کام کو بزور بازو روکیں گے۔

آخر میں سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ نے اس شعر سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

بنت حوا کا چہرہ بے نقاب ہے  
سر پر چادر ہے نہ کوئی حجاب ہے  
محفل رقص گلی مارچ دھرنا مجھے  
قتل حیا وہاں بے حساب ہے  
بیوقوف امید انقلاب لگائے بیٹھے ہیں  
اور مجھے خدشہ عذاب ہے

انہوں نے کہا کہ ملاں اور مسٹر کس منہ سے جمہوریت کا نام لے رہے ہیں جبکہ حفاظت کی خاطر ایک عوامی منتخب حکومت کو گرانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ غیر قانونی، غیر جمہوری، غیر اخلاقی حربے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ محبت وطن لوگ دونوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور ذرا سے باز قرار دے رہے ہیں۔ کئی حرکات، بیانات عقل سے عاری جاری کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ پاکستان کو نقصان پہنچانے، کمزور کرنے اور عوام دشمنی کے ایجنڈا پر کام کر رہے ہیں۔ اس موقع پر وطن عزیز کی محبت میں انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

رشتہ در دو دیوار سے تیرا بھی ہے اور میرا بھی ہے  
مت گرا اس گھر کو یہ تیرا بھی ہے اور میرا بھی ہے

کیوں لڑیں آپس میں ہم اک اک سنگ میل پر  
اس میں نقصان سفر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے  
حضرت بٹ صاحب نے آخر میں اعلان کیا کہ اگر ان مداریوں نے اپنا تماشا بند نہ کیا تو ہم امیر جمعیت علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب اور ناظم اعلیٰ حافظ عبدالکریم صاحب کی قیادت میں ملک بھر کے ہر بڑے شہر میں پر امن استحکام پاکستان ریلی کا اہتمام کریں گے۔

ریلی کے تمام راستوں میں بینرز، اشتہارات، فلکسز نمایاں لگائے گئے تھے۔ A.Y.F کے کارکنان نے پلے کارڈز پر نعرے درج کر رکھے تھے۔

ختم ہو گیا تیرا شو..... گو قادری گو

ختم ہو گیا تیرا شو..... گو عمران گو

وزیر اعظم نواز شریف..... وزیر اعلیٰ شہباز شریف

پاکستان بنایا تھا..... پاکستان بچائیں گے

پاکستان اور اسلام کے لیے جوانیاں لٹائیں گے



### بقیہ محمد بن صالح العثیم

آدھ نمبر کا مشتق ہوتا تو اسے بھی اس کے حق سے محروم نہ رکھتے۔ مسائل کے سوال کو گہرائی سے سمجھتے پھر اس کو جزئیات میں تقسیم کر کے تفصیل سے جواب مرحمت فرماتے۔ حکمرانوں کی طرف سے عالیشان محل بنانے کی پیشکش کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا بلکہ حکومت نے جو بلڈنگ رہائش کے لیے دی وہ بھی طلباء کی اقامت کے لیے وقف کر دی اور اپنے پرانے مکان میں رہائش کو پسند کیا۔

شیخ مرحوم نے ۱۹۹۴ء میں شاہ فیصل ایوارڈ حاصل کیا اور چالیس کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔ جہاں بھی جس مسئلہ پر بھی گفتگو کرتے لوگ بڑے اہتمام سے ان کی بات سنتے۔

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ  
ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے  
تمام مسلمانوں کو عموماً اور طلباء کو خصوصاً اہل علم حضرات کی قدر و تکریم کرنی چاہیے اور ان کے علم سے بھر پور استفادہ کرنا چاہیے کہ وہ انبیاء کی میراث کے وارث ہوتے ہیں اور زمین پر آسمان کے ستاروں کے مانند ہوتے ہیں جو ہدایت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔



## قائدین پنجاب کا دورہ ملتان ڈویژن

پنجاب کی قیادت میں اس قافلے نے واپسی کا سفر شروع کیا۔ یوں الحمد للہ محض تین دن میں ملتان ڈویژن کے چار اضلاع اور ان کی بارہ تحصیلوں کا دورہ مکمل ہوا۔

اس دورے میں ضلعی و تحصیل ذمہ داران سے خطاب کرتے ہوئے امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے فرمایا: ”کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث دنیا بھر کے اہلحدیث کی واحد نمائندہ جماعت ہے، جو ”اس علی التقویٰ“ کی عملی تصویر ہے، ہر دور میں قائدین جماعت نے وقت کے طاغوت کو لاکارا ہے، زندگی کے تمام شعبہ جات میں جماعت کی خدمات سنبھالے، حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں، مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب نے مختلف شعبہ جات کو منظم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ طلبہ سے رابطے اور ڈویژنل بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس کے ذریعے اپنی ملت کو بیدار اور متحرک کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ ساہیوال، سرگودھا، بہاولنگر اور گوجرانوالہ کے بعد اب خانیوال میں پانچویں ڈویژنل اہلحدیث کانفرنس بھی اپنی مثال آپ ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اس کانفرنس کو کامیاب کرنا، وہاں افرادی قوت کو جمع کرنا اور امیر محترم کی ہدایات کی روشنی میں جماعت کے مشن کو لیکر چلنا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔“ ناظم اعلیٰ پنجاب میاں محمود عباس نے اپنے خطابات میں فرمایا: ”کہ ہم مرکز کے سفر کی حیثیت سے قائدین مرکز کے کامیاب لیکر پھر رہے ہیں، جس طرح ہمارا مسلک سچا ہے اسی طرح نظم کے اعتبار سے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس کے ذریعے ہم ملک میں قرآن و سنت کے نفاذ کی تحریک کا ہر وال دستہ تیار کر رہے ہیں، نوجوانوں کو اس تحریک میں آگے بڑھنا چاہیے، ناظم تبلیغ مولانا مفتی کفایت اللہ شاہ کے تمام میٹنگز میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی خدمات، اکابرین کی شاندار تاریخ اور بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور دور حاضر میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے قائدین نے اس آواز کو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ راقم الحروف نے قیام پاکستان سے استحکام پاکستان تک اور فتنہ قادیانیت کو پہچاننے سے لیکر اس کے استیصال تک اکابرین جماعت کی تاریخ کو یاد کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور نوجوان نسل کو اس تاریخ سے آگاہ رکھنے کے لئے اس کانفرنس میں لانے کی اہمیت بتلائی، قاری سیف اللہ عابد (جو اس کانفرنس کے کنوینئر بھی ہیں) نے موجودہ ملکی صورتحال میں اس کانفرنس کی اہمیت سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ جبکہ دیگر شرکائے قافلہ نے بھی اپنے اپنے انداز میں کانفرنس کی اہمیت و ضرورت پر بات کی۔

رپورٹ: محمد ابرار ظہیر (ناظم نشر و اشاعت مرکز یہ۔ پنجاب)

ذمہ داران کے ساتھ بہت اچھی میٹنگ ہوئی، پھر واپس لودھراں میں تحصیل لودھراں کے ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی ڈویژنل بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس خانیوال میں قافلوں کی صورت میں شرکت کی یقین دہانی کروائی۔ لودھراں سے فراغت پاتے ہی قافلہ تحصیل دنیا پور میں پہنچا جہاں ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب قافلے کے استقبال کو موجود تھے۔ یہاں بھی بڑی بھرپور میٹنگ ہوئی۔ دوستوں نے جوش و جذبے سے کانفرنس میں شرکت کی یقین دہانی کروائی۔ ضلع لودھراں کے دورے کی تکمیل کے بعد یہ وفد ملتان پہنچا، جامعہ رحمانیہ ملتان میں ٹی و ضلع ملتان کی بھرپور میٹنگ ہوئی، یہاں مولانا قاری عنایت اللہ رحمانی، مولانا قاری عطاء اللہ عزیز اور مولانا محمد یوسف انصاری صاحبان نے اپنے رفقاء کے ساتھ ملتان سے بھرپور انداز میں کانفرنس میں شرکت کی یقین دہانی کروائی۔ رات خانیوال میں جامعہ سعیدیہ میں ڈاکٹر حافظ مسعود عبد الرشید اظہر نے میزبانی فرمائی۔ اگلے دن مورخہ 02 ستمبر کو ناظم اعلیٰ پنجاب بھی تشریف فرما ہوئے تو سب سے پہلے تحصیل جہانیاں میں اراکین کابینہ و عاملہ و شوریٰ کا اجلاس ہوا، یہاں حاجی عنایت اللہ بھٹی، مولانا عبد الرحمان سلفی اور ڈاکٹر اقبال حنیف صاحبان ہمارے میزبان تھے۔ ایک بہت ہی خوبصورت اجلاس اور پریس کانفرنس کے بعد یہ قافلہ خانیوال تحصیل کے اجلاس کے لئے مرکزی جامع مسجد خانیوال پہنچا، یہاں پر ضلعی امیر قاری سیف اللہ عابد صاحب جو گزشتہ دو دنوں سے اس قافلے کے ہمراہی تھے کے ساتھ ناظم ضلع مولانا سید عبدالغفار عتیق شاہ، تحصیل خانیوال کے ناظم مولانا غففر محمود، ضلعی سیکرٹری اہلحدیث یوتھ فورس قاضی فاروق عدیل اور دیگر ذمہ داران بھی موجود تھے، انہوں نے بھی کانفرنس کی کامیابی کے لئے انتہائی حوصلہ افزاء رپورٹس دیں، خانیوال سے یہ قافلہ تحصیل میاں چنوں پہنچا، جہاں جناب مظہر امین جوبان اور حافظ ارشد عاجز جیسے مخلص اور متحرک دوستوں نے قائدین پنجاب کو کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلے میں بریفنگ دی، جسے امیر و ناظم اعلیٰ پنجاب نے انتہائی حوصلہ افزاء قرار دیتے ہوئے انہیں مزید محنت کی تلقین فرمائی۔ یہاں حافظ ظفر اللہ خاں صاحب کے داماد مولانا حکیم قاری امین نے باصرار شرکائے قافلہ کے اعزاز میں عصرانہ کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ پنجاب جناب میاں محمود عباس، مولانا قاری سیف اللہ عابد، مولانا سید عبدالغفار عتیق شاہ، اور ڈاکٹر حافظ مسعود اظہر اپنے دیگر رفقاء کے ہمراہ تحصیل کبیر والا کے اجلاس کے لئے عبد الحکیم چلے گئے جبکہ امیر

مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے زیر اہتمام پانچویں ڈویژنل بیداری ملت اہلحدیث کانفرنس کی تیاریوں اور رابطہ مہم کے سلسلے میں امیر پنجاب حضرت پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی زیر قیادت ایک وفد جس میں راقم الحروف کے ساتھ ناظم تبلیغ مولانا مفتی کفایت اللہ شاہ بھی شامل تھے، مورخہ 30 اگست کی سہ پہر لاہور سے روانہ ہوا۔ اکاڑہ میں مولانا قاری محمد یاسین بلوچ، امیر شعی مولانا محمد عبد اللہ یوسف اور ناظم ضلع حافظ عبد الباقی اذکڑی کی عیادت کی اور رات سنابل ایجوکیشنل کمپلیکس میں امیر ضلع ساہیوال حافظ ظفر اللہ خاں صاحب کی میزبانی سے لطف اٹھایا۔ یہیں پر امیر ضلع خانیوال مولانا قاری سیف اللہ عابد صاحب کے ہمراہ مولانا ڈاکٹر حافظ مسعود عبد الرشید اظہر بھی شریک قافلہ ہوئے۔

مورخہ 31 اگست بروز اتوار ضلع ہاڑی کی تینوں تحصیلوں میں رابطہ مہم کے سلسلے کا پہلا اجلاس پورے والا میں ہوا، یہاں ناظم ضلع مولانا محمد اشرف بھٹی، تحصیل پورے والا کے امیر مولانا حافظ محمد بلال ثاقب، جناب سہیل گورداسپوری کے ہمراہ اراکین کابینہ و عاملہ کے ساتھ ساتھ کارکنان کی کثیر تعداد نے قائدین کا استقبال کیا، یہاں اجلاس سے فارغ ہو کر مولانا ملک عبدالحفیظ تبسم صاحب نے جامعہ شمس الحدیث میں پریس کانفرنس کا اہتمام کیا تھا، اس کے لئے پہنچے۔ دوسرا اجلاس تحصیل ہاڑی کے اراکین کابینہ و عاملہ کا تھا، یہاں امیر ضلع مولانا حافظ محمد اور لیس ضیاء، اہلحدیث یوتھ فورس کے سیکرٹری جنرل حافظ حبیب الرحمن ضیاء اور ان کے رفقاء نے قائدین کا استقبال کیا، یہاں بھی بہت اچھا اجلاس ہوا اور حوصلہ افزاء رپورٹیں ملیں، تیسرے اجلاس کے لئے قافلہ ملیسی پہنچا، یہاں تحصیل ملیسی کے امیر قاری محمد یونس اور ناظم تحصیل مولانا قاری ابوبکر نے اپنے رفقاء اور کارکنان کے ہمراہ قائدین پنجاب کا پر جوش استقبال کیا۔ ملیسی میں امیر ضلع مولانا حافظ اور لیس ضیاء اور ناظم ضلع مولانا اشرف بھٹی بھی قافلے کے ہمراہ تھے۔ یہاں سے یہ قافلہ نماز مغرب کے وقت لودھراں کی تحصیل کہروڑ پکا میں پہنچا، یہاں امیر تحصیل مولانا عبد الرحمان فردوسی اور قائم مقام ناظم تحصیل مولانا حافظ محمد یونس نے مختصر مگر بہت ہی مؤثر مجلس کا اہتمام کر رکھا تھا۔ ناظم ضلع لودھراں مولانا ملک محمد سلیمان منگلہ نے قافلے کو یہاں جوائن کیا۔ اجلاس سے فراغت کے بعد رات لودھراں میں ملک سلیمان صاحب کے ہاں گزاری اور اگلے دن (مورخہ 01 ستمبر کی) صبح ہوتے ہی تحصیل جلالپور پیر والا میں شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ کے خدمت میں حاضر ہوئے، یہاں بھی مقامی

# اخبار الجماعۃ

## الاسلام ڈائری 2015ء

الحمد للہ 2015ء کی الاسلام ڈائری زیر ترتیب ہے، ہم اسے خوب سے خوب تر بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ احباب جماعت اولین فرصت میں اپنے اشتہارات، فون نمبرز اور ضروری تحریریں ارسال فرمائیں تاکہ ڈائری بروقت شائع ہو کر شائقین تک پہنچ سکے۔

ایک صفحہ فوکر اشتہار	2,500
ایک صفحہ سنگل کرا اشتہار	1,500
نصف صفحہ سنگل کرا اشتہار	800

نوٹ: اشتہار کے ساتھ اس کا زراشتاعت آن ضروری ہے۔  
رابطہ: اہل حدیث پبلی کیشنز 106 راوی روڈ لاہور  
0321-6487892 - 0300-4478611  
042-37720257 - 055-4443265

## درخواست دعائے صحت

○ جناب مولانا بلال احمد قریشی شری پور کے والد محترم بعارضہ فالج شدید علی ہیں اور حلیمہ ہسپتال ملتان میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام ان کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ اور نافعہ عطا فرمائے۔ (ادارہ)

## حافظ قرآن / خادم مسجد

اہل حدیث خادم مسجد و حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ قیام و طعام اور معقول تنخواہ دی جائے گی۔ اپنے امیر شہر کے تزکیہ کے ساتھ آج ہی اپنے مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔ معاملہ طے پانے کے بعد تشریف لائیں پہلے نہیں۔

رابطہ: حاجی عبدالستار اعوان، ناظم جامع مسجد ربانی کلیال، وادی سون۔ ضلع خوشاب 0334-7533601

## ضرورت رشتہ

○ 38 سالہ نوجوان برسر روزگار، پہلی بیوی فوت، دو بچے موجود، کے لیے کنواری، بیوہ یا مطلقہ عورت کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور اور گردنواح کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: میاں صاحب 0321-4323903

## تحفظ ختم نبوت کانفرنس

○ مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث پوتھ فورس ایبٹ آباد کے زیر انتظام ۳۱ اگست ۲۰۱۴ء بروز اتوار ایک روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس جناح چوک ایبٹ آباد میں منعقد کی گئی۔ جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قائدین میں سے مولانا محمد شریف چنگوٹی، مولانا قاری بنیامین عابد رانا خلیق خان پسروری، مولانا ابراہیم محمدی، حافظ فیصل افضل شیخ، مولانا فضل الرحمن مدنی، حافظ عبداللہ مدنی، ڈاکٹر سید ذاکر شاہ، مولانا محمد سلیمان اور تحریک المجاہدین کے امیر الشیخ جمیل الرحمن اور مقامی علماء میں سے مولانا محمد یوسف، مولانا محمد فاروق، مولانا اورنگزیب، مولانا الیاس مشتاق، مولانا متین الرحمن، مولانا قاری عبدالحفیظ، مولانا سرفراز خاں فاروقی و دیگر علماء کرام نے خطابات فرمائے۔

مقررین نے ملکی صورتحال پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کو عیاں کیا کہ انقلاب دھرنے سے نہیں بلکہ نفاذ اسلام سے آئے گا اور ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مرزا بنیوں کی سازشوں کا قلعہ قمع اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ کانفرنس کامیاب رہی۔

المرسل: مولانا قاری عبدالحفیظ (ناظم تحصیل ایبٹ آباد)

## امام و خطیب کے خواہشمند توجہ فرمائیں

○ لاہور اور قریبی اضلاع میں اگر کہیں حافظ قرآن اور فاضل درس نظامی امام و خطیب کی ضرورت ہو تو خواہش مند احباب درج ذیل نمبرز پر رابطہ کریں۔ نیز حافظ صاحب کی البیہ بھی حافظہ اور قاریہ ہے۔ خواہش مند اہل مساجد رابطہ کر سکتے ہیں۔

رابطہ: قاری ضیاء الرحمن 0333-4842915 - 0310-4558752

## قاری و امام مسجد

○ ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کے لیے یا امامت اور خادمیت کے لیے کہیں ضرورت ہو تو ہم سے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

0306-4472247

## ترتیب یافتہ اساتذہ تعلیمی ادارے کی

## کامیابی کے ضامن ہیں

گذشتہ برسوں کی طرح اس سال بھی جامعہ سلفیہ میں 23-24 اگست بروز ہفتہ، اتوار اساتذہ کرام کے لیے تربیتی ورکشاپ کا انعقاد ہوا۔ جس میں تمام اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ جو صبح 8 بجے سے 4 بجے تک جاری رہی۔ اس سال "اعتماد کی رفتار اور تنظیم النور" تربیت کے عنوان پر تھے۔

اس موقع پر پرنسپل جامعہ سلفیہ چوہدری یونس ظفر نے افتتاحی گفتگو کرتے ہوئے تمام شرکاء اور بالخصوص پروفیسر عبدالرحمن حفیظ کو خوش آمدید کہا اور تربیت کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اس سے اساتذہ کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے اور کارکردگی میں بہتری آتی ہے۔ تربیت یافتہ اساتذہ تعلیمی ادارے کی کامیابی کے ضامن ہوتے ہیں۔ وقفے وقفے سے یہ عمل جاری رہنا چاہیے تاکہ حاصل کردہ تربیت پر عمل درآمد کا جائزہ لیا جاسکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اچھے نتائج کے لیے ہر تعلیمی ادارے کو اپنے اساتذہ کی تربیت کا بندوبست کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ صحیح کردار ادا کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کی یہ ضروری ہے کہ یہاں اکثر اساتذہ غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر پاتے بعض اداروں نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا ہے اور تربیت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انہوں نے جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کا بے حد شکر یہ ادا کیا۔ جن کی خصوصی توجہ سے ہر سال یہ تربیتی پروگرام مرتب ہوتا ہے اور اساتذہ پوری دلچسپی سے اس میں شرکت کرتے ہیں۔ دو دن جاری رہنے والی تربیتی نشست نہایت دلچسپ رہی اور اساتذہ نے بھرپور استفادہ کیا۔

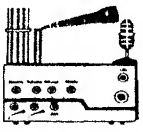
ادارہ جامعہ سلفیہ۔ فیصل آباد

## "اہل حدیث" کی توسیع اشاعت مہم

○ ہفتہ رفتہ میں مرزا افتخار احمد بیگ، قاری ثناء اللہ شاہ قصوری امیر و ناظم تحصیل رحیم یار خان نے ۳۰۰ تک جبکہ جناب عرفان اللہ ثنائی صاحب امیر سرحد دھاکا نے ۲۵۰ تک جناب سردار اورنگ زیب صاحب آف حویلیاں ایبٹ آباد نے ۱۰۰ تک اور جناب ایم این اے سلفی آف اسلام آباد نے ۶۱ تک مفت روزہ "اہل حدیث" میں اضافہ کیا اور مزید محنت جاری رکھنے کا اعادہ فرمایا ہے۔

ادارہ ان سب احباب کی تحسین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ (ادارہ)

**Al-Fatah**  
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 050-4230167

**الفتح ایسپلی فائر لاؤڈ سپیکر**

یہ ایسپلی فائر کی بہترین درآمدی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایسپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈل، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

نمائیں چوک نزدیکی کالج گوبر انوالہ

**فیصل** معجون قوت دماغ زعفرانی

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

طباء، اساتذہ علماء، وکلاء اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے ایک انمول تحفہ

بذریعہ ڈاک ڈیلیوری کسی اضافی خرچ کے بغیر

**0314-3085577**

5 گرام ۱۰۰۰۰ کے ہمراہ، صبح شام Wgt.: 600gm

تقارنی قیمت 1200/-

زعفران	جوہر مرچان	آملہ	مرچ سیاہ	مغز خیارین	الائیچی خورد
بادیان	شہد	مغز خورن	مغز خورن	گوند کثیرہ	ورق طلاہ
مردار پیہ	لیلہ	برائی پوئی	گس سرخ	ورق لڑوہ	گاز ہاں
دارچینی	جوہر آبن	مغز اخروہ	خشخاش	مغز بادام	ملاخیر
کشیڑ	مویڑ سخی	مغز کدو	مغز لوز	الائیچی نکلاں	زرک

**فیصل** FOODS

Star Plaza, D-Ground, Faisalabad. 0314-3085577

**اعلان داخلہ** مدرسہ ابن جنبل حفظ القرآن

25 شوال سے

شعبہ حفظ القرآن میں داخلہ جاری ہے

خاصیت: مخصوص نشستوں پر ہاشل کی سہولت بھی موجود ہے

ماہانہ معقول وظیفہ دیا جاتا ہے

داخلے کے لیے پرائمری پاس اور سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہے

علاج معالج کی سہولت موجود ہے

صاحبزادہ ابو ضحاو حجاج اللہ صدیقی

رابطہ 0321-6465017

**سپر سٹار** ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارشیٹنڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تمہلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

0333-8294645

055-4237974

0312-7343693

دعا گو: عنایت اللہ امین - مدرسہ راجووال

رابطہ ابوبکر 0300-4846410

انہوں نے عہد کیا کہ آئندہ میلہ نہیں کرانیں گے۔ وہ مریضہ اللہ کے فضل سے صحت مند ہو گئی۔ اب وہاں میلہ بند ہے۔ پسماندگان میں ان کا ایک بیٹا ابوبکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکیم صاحب کا خلف الرشید بنائے اور مرحوم کی حسنت قبول فرمائے اور سینات سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

## اللہ وانا الیہ راجعون

### میاں محمد یوسف (ستارہ فیکٹری والے) انتقال کر گئے

گوجرانوالہ ۲۹ اگست ۲۰۱۴ء جامعہ محمدیہ اہل حدیث طویل علالت کے بعد یہاں انتقال کر گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم بڑے نیک سیرت، ملنسار، خلیق اور دینی و جماعتی کاموں میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ مرحوم کی پہلی نماز جنازہ مسجد مکرم اہل حدیث ماڈل ٹاؤن میں حافظہ اسعد محمود سلفی صاحب نے پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ 2:30 بجے اسی مسجد میں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عباس انجم گوندلوی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ سے قبل امیر شہر پروفیسر قاری محمد سعید کلیروی، مولانا محمد صادق متیق و دیگر علماء کرام نے مرحوم کی دینی و جماعتی خدمات اور فکر آخرت پر گفتگو فرمائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں ہر شعبہ زندگی سے لوگ شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ آمین!..... (ادارہ)

**ایم ایم اے سلفی کو صدمہ!**

۲۲ اگست بروز جمعہ ایم ایم اے سلفی (اسلام آباد) کے تایازاد بھائی (برادر نسبی) میاں منیر احمد وفات پا گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں بیر والہ تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ میں مولانا قاری محمد شفیق نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل علاقہ سے کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو: محمد عمران مجاہد فیروز ڈوٹاں (شیخوپورہ)

## حکیم زہد (کوٹلی رائے ابوبکر) انتقال کر گئے

### إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ

حکیم صاحب مرحوم ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے ۱۵ جولائی ۲۰۱۴ء کو فوت ہوئے۔ مرحوم خاندانی حکیم تھے۔ حکمت کے ساتھ دیندار اور مبلغ بھی تھے۔ علماء کے بڑے قدردان تھے۔ غریب مسلمان کے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ صوم و صلوة کے پابند، بیت اللہ کی زیارت سے مشرف تھے۔ توحید پرست، سنت کے شیدائی تھے ان کے والد حکیم محمد حسن مرحوم کا مولانا محمد یوسف راجووال کے ساتھ گہرے تعلق تھا۔ منڈی عثمانوالہ سے جماعتی احباب نے بتایا کہ وہاں ایک مشرک گھر ان کی عورت بیمار ہو گئی انہوں نے اس کا علاج اس شرط پر کیا کہ میلہ لگانا چھوڑ دو میں تمہاری مریضہ کا علاج مفت کر دوں گا۔



## اسلامی لائبریری

مولانا محمد امجد علی صاحب انجمن اسلامیہ لاہور  
لاہور، پاکستان

نام کتاب	مصنف	تعداد جلد	مقام قیمت	تعمیلی قیمت	قیمت نقد
تفسیر القرآن مجید	ترجمہ: مولانا محمد امجد علی	5	3600	1780	250
تفسیر القرآن	سید ابوالاعلیٰ مودودی	6	2500	1680	250
صحیح بخاری	ترجمہ: علامہ عبدالحق	3	3200	1580	250
سیر النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانی	4	2000	980	250
الطہارین	قاضی سلیمان منصور پوری	مکمل	1200	590	150
تفسیر القرآن	مولانا حفص الرحمن سیادتی	2	1100	490	150
خلافتِ نبویہ	علامہ محمد امجد علی	مکمل	680	280	75

میری ساری زندگی میں  
میری ساری زندگی میں  
میری ساری زندگی میں

بیت القرآن لاہور

میان طاہرہ  
ایڈیٹر، بیت القرآن لاہور  
0314-3010777

بیت القرآن لاہور  
www.alquran.org  
0314-3010777

خوشخبری  
کے تمام شیعہ مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔  
پیشکش 31 اکتوبر 2014ء تک کے لیے ہے۔

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

# گولڈن

ایمپلی فائیر لائٹ سپیکر (رجسٹرڈ)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔  
یونٹ، مائیک ہارنیشن اور متعلقہ سپیر پائرس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

نام ہی کافی ہے

امپورٹڈ U.P.S  
بھی دستیاب ہیں۔

0300-6430739  
055-4213430

چوک نیائیں نزدیکی کالج گوجرانوالہ

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل  
ورائٹی دستیاب ہے۔

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ  
محمد ذیشان ربانی  
0343-6007696

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

## تحصیل چوئیاں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۱۷ اگست بروز اتوار صبح ۹ بجے ۱۲.۳۰ تک جامع مسجد بیت  
المکرم مولانا پور روڈ الہ آباد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث  
تحصیل چوئیاں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی  
صدارت حضرت مولانا بارک اللہ مصماں امیر تحصیل چوئیاں نے  
کی، اجلاس کے مہمانان خصوصی حضرت مولانا محمد شفیع صاحب امیر  
ضلع قصور اور محترم حضرت مولانا حافظ حسن محمود صاحب کیر پوری  
ناظم ضلع قصور تھے۔ نقابت کے فرائض محمد اصغر ربانی صاحب  
قاسم مقام ناظم تحصیل چوئیاں نے انجام دیے۔ اجلاس میں درج  
ذیل معاملات پر ایجنڈا کے مطابق فیصلے ہوئے: ① تمام تھانہ  
جات کی سطح پر جماعتیں مالیاتی فنڈ بھر پور طریقے سے جمع کریں۔  
② تمام اراکین شوریٰ اپنا اپنا فنڈ بروقت ادا کریں۔ ③ تمام  
اراکین شوریٰ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے نام مفت روزہ "اہل  
حدیث" جاری کروائیں۔ ④ اراکین شوریٰ پر زور دیا گیا کہ  
اپنے علاقہ میں پیغام نبی وی کے لیے کوشش کریں۔ ⑤ فلسطینی  
مسلمانوں خاص طور پر غزہ کے محصور مسلمان بھائیوں پر اسرائیل  
کے ظلم و ستم کی مذمت کی گئی اور حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ  
فلسطینی مسلمانوں کی بھرپور مدد کی جائے۔ ⑥ اجلاس میں جماعتی  
احباب کے اعزہ و اقارب کی وفات نیز حافظ یاسر عرفات مرحوم  
آف بمبائوالہ، حاجی نیاز احمد بھٹا پوری مرحوم، مولانا عبدالحق گارزا  
کے بھتیجے کے قتل کی مذمت اور دیگر مرحومین کے لیے دعائے  
مغفرت کی گئی۔ اجلاس میں ایک سو کے قریب اراکین شوریٰ نے  
شرکت کی۔  
منجانب: محمد حامد عاصم، ایم اے بی ایڈ، ناظم تھانہ کنگن پور  
وناظم نشر و اشاعت تحصیل چوئیاں

## ضرورت رشتہ

① ایک شادی شدہ لڑکے (جس کی پہلی بیوی کو طلاق ہو  
چکی ہے) کے لیے بیوہ مطلقہ یا کنواری لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔  
لڑکے کی عمر 30 سال لڑکی کا نمازی ہو نا ضروری ہے۔  
رابطہ: عباس نذیر 0323-4680919-03364102520  
② فارماسسٹ قوم جٹ اہل حدیث برسر روزگار با شرف  
تبع کتاب وسنت نوجوان کے لیے ہم پلہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔  
ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ لاہور اور گرد و نواح کو ترجیح دی جائے گی۔  
رابطہ: چوہدری محمد یونس 0300-9435065  
③ اے سی ٹیکنیشن، ماہانہ آمدنی 3 ہزار ریال، مقیم جدہ۔  
عالمہ گھرانہ وسیع لائبریری کے لیے خوب صورت و خوب سیرت  
لڑکی کا رشتہ درکار ہے، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔  
رابطہ: 0301-6719756

## طب و صحت

بقیہ

برس کے نہ ہوں تو سرفی مائل رطوبت آئے گی۔ برس کے دھبے سفید چمکدار ہوتے ہیں۔ اگر برس کے دھبوں پر سوئی کپڑے سے رگڑ دی جائے اور سرفی آجائے تو مرض قابل علاج ہوتا ہے۔

**علاج:** یہ مرض آسانی سے نہیں جاتا۔ اس کا علاج مستقل مزاجی سے ہوتا ہے۔ ذیل کی تدبیر موثر ثابت ہوئی ہے: باجی، تخم پنواڑ، پانچ پانچ گرام، رسونت دو گرام، آدھے گاس پانی میں جوش دے کر چھان کر صبح نہار منہ پی لیا جائے اور باجی کی مرہم بنا کر سفید نشانات پر لگا کر چند منٹ دھوپ میں کھڑے ہوں۔ دو ماہ تک یہ عمل کرنا عموماً مفید ثابت ہوتا ہے۔

**علاج:** زود ہضم اندریہ اور میس روئی استعمال کریں۔  
**پرہیز:** ثقیل، مرغن، ترش اور تیزابی اندریہ سے پرہیز کریں۔  
**ایک مفید نسخہ:** برس پھلہری میں درج ذیل نسخہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

**اجزاء:** باجی، گندھک آمہ سار، تخم پنواڑ۔ ہموزان  
**طریقہ تیاری و استعمال:** درج بالا ادویہ کو باریک پیس کر سوتے وقت سفوف دو تھچ چائے والے 250 ملی لیٹر پانی میں بھگو دیں۔ صبح نہار منہ چھان کر پیئیں اور اس کا چھوگ وانوں پر ملیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد حکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-35419788

## جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

دعائیں پکیا بار قدیم و جدید تشریح سمیت نقلی دہا عاودہ ”قرآن وحدیث“ کالیک ان کے انداز میں اردو ترجمہ

إِنْ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوا وَّ لَا يَغْتَبِ  
(اگر آپ کا کچھ ظن ہے تو اس سے گریز کریں اور نہ جاسوس بنیں اور نہ غیب کا کچھ کھنڈے کریں)

بَعْضُكُمْ بَعْضًا اِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَحٰذِرُوْا اَنْ يَّآْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ  
(اے ایمان والو! آپس میں آپس کا کھانا نہ کھاؤ کہ آپس میں آپس کا گوشت کھائے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ  
(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ سے ڈرنا بہت قبول کرنے والا ہے اور اللہ بخیر و نیکوئی لوٹتا ہے)

عَنْ اَبِي الْكَرْدَاءِ ۙ قَالَ: اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ  
(ابو کرداء سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ نصیحت کی مجھے میرے دوست (محمد) نے کہ نہ شرک کرنا اللہ کیساتھ)

كَتَبَ اَنْ لَا تُطْعَمَ وَخُفِرَتْ وَلَا تُشْرَكَ صَلَوةُ مَكْنُوْمَةٍ مَّسْمُوْمَةٍ  
(کتاب بھی اور اگرچہ تجھے کات دیا جائے اور جلا دیا جائے اور نہ چھوڑنا نماز فرضی جان بوجھ کر)

خداوند کا یہ حدیثی معانی میں شریعت میں پڑھی جاتے ہیں کتاب رسدہ الاقوال شرح بحۃ الاحادیث سے شریعت اور ہمارے جو ایک ہی طریقہ نقلی دہا عاودہ و قدیم و جدید تشریح کے ساتھ ہے پھر اس کے بعد نبیل المرام شرح بلوغ المرام، مسرواح المسرووح شرح مشکوٰۃ المصابیح، زیلۃ المرام شرح عمدۃ الاحکام، المحتان شرح البدوٰی و المرجحان، نعمۃ الباری شرح مختصر صحیح بخاری، نعمۃ المنعم شرح مختصر صحیح مسلم، مختصر صحیح سنن ابی داؤد، تفسیر قرآن (Teacher of the Holy Quran) آریہ ہیں۔ ان شاء اللہ

اس ترجمہ میں درج ذیل مذہبی کارکن کی رائے شامل ہے

شیخ الشیخ صلاح الدین یوسف حافظ (دارالسلام لاہور)

شیخ شفاء اللہ خان حافظ لاہور

ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حافظ (اسلام آباد)

ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حافظ (اسلام آباد)

ناشر: ادارہ معلم القرآن والحديث 0300 4779478

مترجم و مفسر پروفیسر قاری جاوید انور صدیقی

پلے کے پتے: مکتبہ قدوسیہ مکتبہ اسلامیہ، مکتبہ نعمانیہ، اسلامی اکیڈمی، دارالاندلس

## نورانی قاعدہ

مساجد و مدارس و سکولوں کے لیے نورانی قاعدہ مع ترجمہ و تجوید جس کا ترجمہ اور نظر ثانی علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب (سندھ) و پروفیسر محمد ابراہیم بھٹی صاحب (کراچی) اور تجویدی قواعد کی نظر ثانی قاری محمد یحییٰ رسول نگر (سابقہ) نے کی ہے۔ قیمت -/50 روپے

قاری صادق نعیم 0301 4025706، مکتبہ قرآن وحدیث، کورٹ روڈ۔ کراچی 0323 3347611

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دینی مدارس کے طلبہ کے لیے تعلیم القرآن والحديث  
مدرسہ تعلیم القرآن والحديث

محله سلطان والا جھنگ صدر میں

عبد الرحمن ضیاء  
جناب فضیلۃ الشیخ

اک عظیم  
خوبخبری

کی تدریس  
بخاری شریف

رابطہ  
0321-4695985  
0332-6276401

کے ساتھ ساتھ آٹھویں صدی کی مشہور شخصیت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ترین شاگرد رشید  
امام علامہ حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابوبکر المعروف بہ ابن القیم کی  
مشہور و معروف کتاب القصیدۃ النونیۃ بھی پڑھا رہے ہیں۔  
جو طلباء صحیح بخاری اور القصیدۃ النونیۃ پڑھنے کے متمنی ہوں  
وہ جلد از جلد رابطہ کریں۔ در اسے شروع ہو چکا ہے موقع کو غنیمت سمجھیں۔

انتظامیہ مدرسہ تعلیم القرآن والحديث، متصل جامع مسجد قدس اہل حدیث محله سلطان والا، جھنگ صدر



ملنے کے پتے

بیت التوحید، دار السلام

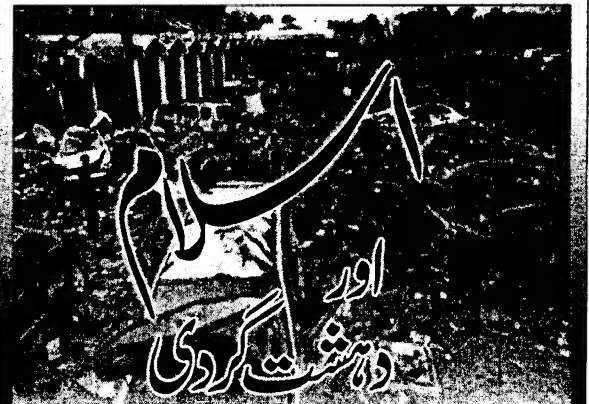
ٹوبہ ٹیک سنگھ

مکتبہ اسلامیہ

غربی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

مکتبہ اسلامیہ

کوٹوالی روڈ فیصل آباد



لانا برق التوحیدی

ناشر // بیت التوحید دار السلام

مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل شورکوٹ کے زیر انتظام

علوم اسلامیہ کی عظیم درسگاہ کوئٹہ محمد ظریف خان

جامعہ تعلیم القرآن والحديث

سرپرست جامعہ مذمولا نا عبد الرشید حجازی، صدر جامعہ ہذا میاں جاوید اقبال  
ناظم جامعہ ہذا سیف الرحمن خان یوسف زئی، پرنسپل جامعہ ہذا قاری محمد حمزہ کی  
اور جامعہ کے اساتذہ و طلباء کو

ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

کے ہونہار طلباء کو

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے امتحانات  
میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے پر

دعا گو

صدر و قاری وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، لاہور، مولانا عبد الرشید حجازی، صدر جامعہ ہذا میاں جاوید اقبال، ناظم جامعہ ہذا سیف الرحمن خان یوسف زئی، پرنسپل جامعہ ہذا قاری محمد حمزہ کی اور جامعہ کے اساتذہ و طلباء کو

درگاه گویہ ہادی الہی ہدی

مرکز شریعت

مرکز ثانی

مرکز حسن

مرکز احسان

منظور احمد

حافظان الہی

مرکز دین

14 ستمبر 2014

دوسری سالانہ

میں سوئی عکس رڈ

عبدالرزاق

خاور رشید

محمد یوسف

محمد رفیق

علی عمران شاہین

خالد سید الاسلام

تحریک تحفظ ختم نبوت





جامعہ محمدیہ اہلحدیث خانیہ لاہور

تقریب میلادِ محمد ﷺ 21 دین سالار

12 ستمبر 2014 ۱۶ ذیقعد ۱۴۳۵ جمعہ المبراک 10 بجے

بعد از جمعہ  
واقعہ خوش الحان، خطیب اہلحدیث  
مولانا عبدالخالق صاحب  
سیف

علامہ محمد ابراہیم صاحب  
ترجمان مسلک اہلحدیث

قبل از جمعہ  
خطیب قرآن  
قاری عربیت مولانا عبدالرحیم صاحب  
قاری عربیت مولانا عبدالرحیم صاحب

حافظ ذاکر الرحمن صاحب  
سید سلیمان صاحب  
احمد عبدالکرم صاحب  
والد عبدالکرم صاحب

انشاد انجمن  
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا  
فصل آباد

عبدالملک صاحب  
محمد شرف خان صاحب  
سید الدین صاحب  
حافظ عبدالعظیم صاحب

20 طالبانِ اسلام  
25 طالبانِ اسلام

جامعہ محمدیہ اہلحدیث خانیہ لاہور  
0300-7826623  
068-5571589



# Weekly AHL- E - HADITH

CPL No  
116

106, Ravi Road Lahore (54000)  
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com  
WEBSITE : www.ahlehadith.org

Head Office:  
042-37729933  
Fax: 042-37725525  
Weekly Ahl-e- Hadith  
042-37720257  
Paigham Tv: 042-37722876

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سکولز و کالجز کے طلباء کیلئے عظیم خوشخبری

2 سالہ درس نظامی کورس

جامعہ محمدیہ

مختصر وقت میں زیادہ تعلیم

مکمل ترجمہ القرآن مع مختصر تفسیر، صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ المصابیح عربی کا معلم مکمل چار حصے، قرآن پاک کے مشکل صیغوں کا حل، اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ اختصار کے ساتھ

300 احادیث (بخاری و مسلم) مختلف موضوعات پر زبانی یاد

صرف و نحو (تسہیل النحو، تہرین النحو، ضیا النحو، علم النحو، کتاب النحو، علم الصرف، اصول صرف، علم الصیغہ، صفوۃ المصادر، عربی کا آسان قاعدہ)

برائے رابطہ

خادم العلم  
والعلماء

حافظ امان اللہ محمدی

ناظم جامعہ محمدیہ اہل حدیث  
0321-8841248  
0303-8841248  
0307-4317527

فون نمبر

عطیلہ شہنار

محترم جناب

انجام جاوید حصہ  
(راوی ریان)

حضرت مولانا  
حافظ عطاء الرحمن صاحب  
(نامہ نگار، شاعر، محقق و ادیب)

ریگولری  
ڈاکٹر محمد صدیق صاحب  
حضرت مولانا  
نائب امیر مرکز یہ تحصیل مرید گے

15 ذی القعدہ تک

ان شاء اللہ  
داخلہ جاری

نشرائط ضوابط

حافظ قرآن یا اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو  
شناختی کارڈ اور سرپرست کا ہمراہ ہونا  
علاقے کے امیر یا خطیب کی تصدیق  
اپنا بستر ہمراہ لائیں

قیام و طعام کا بہترین انتظام  
اور طلباء کیلئے علاج و معالجہ کی  
فری سہولت میسر ہے